BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

شہزادوں کا امتحان

(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

محمد شعیب خان

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان

(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

محمد شعیب حنان

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

نگران : ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مصنف : محمد شعیب خان

آرٹسٹ : سیّدہ سارہ حیدر
اشاعت : اگست 2015ء
تعداد : 3000
کوڈ نمبر : CLU - 160
آئی ایس بی این : 978-969-37-0890-5
طابع : گل اعوان پرنٹرز، اسلام آباد۔
قیمت : -/80 روپے

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk یا فون: +92-51-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk

فہرست

☆ پیش لفظ — ڈاکٹر انعام الحق جاوید — 05

○ شہزادوں کا امتحان — 07

- □ عقل مند شہزادہ جنوں کے ملک میں — 10
- □ رحم دل شہزادہ اور مکار بڑھیا — 13
- □ بہادر شہزادہ موت کی دہلیز پر — 15
- □ عقل مند شہزادے کی گرفتاری — 17
- □ رحم دل شہزادہ اور صحرائی ڈاکو — 20
- □ بہادر شہزادہ جلتی بستی میں — 25
- □ عقل مند شہزادہ تاریک سُرنگ میں — 29
- □ رحم دل شہزادے کا نیا امتحان — 33
- □ بہادر شہزادہ اور خوفناک ریچھ — 35

- عقل مند شہزادہ پرستان میں 37
- بادشاہ کی مصیبت 50
- رحم دل شہزادہ: آگ کے دریا میں 53
- بہادر شہزادے کا نیا امتحان 61
- بادشاہ کی دُعا 70
- رحم دل شہزادہ اور ناگ جن 71
- رابیل جادوگر کا خوفناک منصوبہ 72
- بہادر شہزادہ رابیل کی قید میں 74
- رحم دل شہزادے کی موت 75
- طلسمی آئینہ 79
- رحم دل شہزادے کی واپسی 80
- بہادر شہزادے کی واپسی 82
- عقل مند شہزادے کی واپسی 83
- آخری امتحان کی تیاری 84

پیش لفظ

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی طرف سے جہاں علم، ادب، سائنس، تاریخ، فلسفہ، نفسیات، اخلاقیات اور دیگر اہم موضوعات پر تسلسل کے ساتھ مفید، معیاری اور کم قیمت کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے، وہاں یہ ادارہ بچوں کے ادب کے حوالے سے بھی اُن کی دل چسپی، رجحان اور ذہنی سطح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفید کتابوں کی اشاعت میں پیش پیش ہے۔

انسان کو ازل سے مافوق الفطرت مخلوقات سے دل چسپی رہی ہے۔ اسی دل چسپی نے جنوں، پریوں اور ظالم دیووں کی کہانیوں کو جنم دیا۔ یہ کہانیاں جہاں بچوں اور بڑوں کی توجہ کا مرکز بنتی ہیں، وہیں اِن میں موجود سینکڑوں اخلاقی و روحانی اسباق سے اُن میں عقل مندی، رحم دلی اور بہادری جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اِن سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ انسان کو مشکل وقت میں بھی گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ حوصلہ مندی اور اپنے ربّ پر یقین کے ساتھ مصیبتوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ نے انسان کو دیگر مخلوقات پر برتری عنایت کر کے اُس کی بڑائی ثابت کی ہے اور اسی برتری کو قائم رکھنے کے لیے وہ ہر قسم کی آفات سے مقابلے کے لیے کمر کس لیتا ہے۔ اس کہانی میں بھی بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو جِلا بخش کر اُن میں بہترین اخلاقی اقدار پیدا کرنے کا تمام سامان موجود ہے،

ساتھ ہی اُن میں مقابلہ کرنے کا جذبہ پروان چڑھانے اور کامیابی کے حصول تک مسلسل محنت کی عادت کو پختہ بنانا بھی مقصود ہے۔

اُمید کی جاتی ہے کہ ''شہزادوں کا امتحان'' بچوں کو پسند آئے گی اور اُن میں مثبت، تعمیری اور صحت مند اقدارِ حیات پیدا کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مینیجنگ ڈائریکٹر

شہزادوں کا امتحان

برسوں پرانی بات ہے کہ ایک بہت بڑے ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ وہ بہت عقل مند، رحم دل اور بہادر تھا۔ بادشاہ اپنی رعایا کا خاص خیال رکھتا تھا اور مشکل وقت میں سب کے ساتھ بڑی رحم دلی اور فیاضی سے پیش آتا تھا۔ اسی وجہ سے رعایا بھی بادشاہ کی بہت عزت اور اُس سے محبت کرتی تھی۔ بادشاہ کے تین بیٹے تھے۔ تینوں بہت خوب صورت تھے۔ اُس نے اُن کی تربیت کے لیے اپنے ملک کے مشہور اساتذہ مقرر کیے۔ جب شہزادے ذرا بڑے ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ اُن تینوں میں اپنے باپ والی ساری خوبیاں تو نہیں تھیں، مگر سب میں بادشاہ والی ایک ایک خوبی ضرور پائی جاتی تھی۔ رعایا میں بھی وہ اپنے اصل نام کے بجائے اسی خوبی کے نام سے مشہور تھے۔ سب سے بڑے شہزادے میں عقل مندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی لیے وہ لوگوں میں عقل مند شہزادے کے نام سے مشہور تھا۔ بادشاہ بھی عقل مند شہزادے کے مشوروں کو سُن کر حیران رہ جاتا۔ جب وہ جوان ہوا تو اُس کی عقل مندی کے چرچے دُور دُور تک پھیل گئے۔ منجھلا شہزادہ رعایا میں رحم دل شہزادے کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ اُس کی رحم دلی اپنی مثال آپ تھی۔ وہ اپنی رحم دلی کی صفت کی وجہ سے مظلوموں، غریبوں اور

مشکلات میں پھنسے لوگوں کی مدد کر کے بہت خوش ہوتا تھا۔ سب سے چھوٹا شہزادہ اپنے باپ سے بھی زیادہ بہادر اور طاقت ور تھا۔ جنگی داؤ پیچ سیکھنے کے بعد جلد ہی وہ اپنی فوج کے سپہ سالار کے ساتھ مل کر سپاہیوں کو تربیت دینے میں حصہ لینے لگا۔ بہادر شہزادہ ہر وقت جنگ کے نئے نئے حربوں کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔ اس کی جنگی مہارت کے سامنے بڑے بڑے پہلوان اور دلیر سپہ سالار جھکنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ مشہور تھا کہ وہ اکیلا، سو جنگ جُو سپاہیوں کا مقابلہ بڑی آسانی سے کر سکتا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ بادشاہ آہستہ آہستہ بوڑھا ہونے لگا۔ اب اُسے یہ فکر لاحق رہنے لگی کہ اپنا ولی عہد کس شہزادے کو بنائے۔ وہ تینوں شہزادوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا، اس لیے اُسے فیصلہ کرنے میں مشکل محسوس ہو رہی تھی۔ آخر کار بہت سوچ بچار کے بعد اُس کے ذہن میں سارے مسئلے کا حل آ گیا۔ اُس نے تینوں شہزادوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب تینوں شہزادے بادشاہ کے سامنے حاضر ہو گئے اور اُنھوں نے ادب سے جھک کر سلام کیا، تو بادشاہ نے انھیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ تینوں شہزادے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو بادشاہ بولا: ''میرے بیٹو! میں جانتا ہوں کہ تم تینوں جوان ہو چکے ہو۔ میری نظر میں تم سب برابر ہو۔ میری خواہش ہے کہ تم تینوں کو آزماؤں اور جو اس آزمائش میں کامیاب ہو، اُسے ملک کی حکومت دے کر اپنی باقی زندگی اللہ کی یاد میں بسر کروں۔''

بادشاہ کی بات سُن کر تینوں شہزادے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ تینوں شہزادوں نے بہ یک زبان

شہزادوں کا امتحان

عقل مند شہزادہ جنوں کے ملک میں

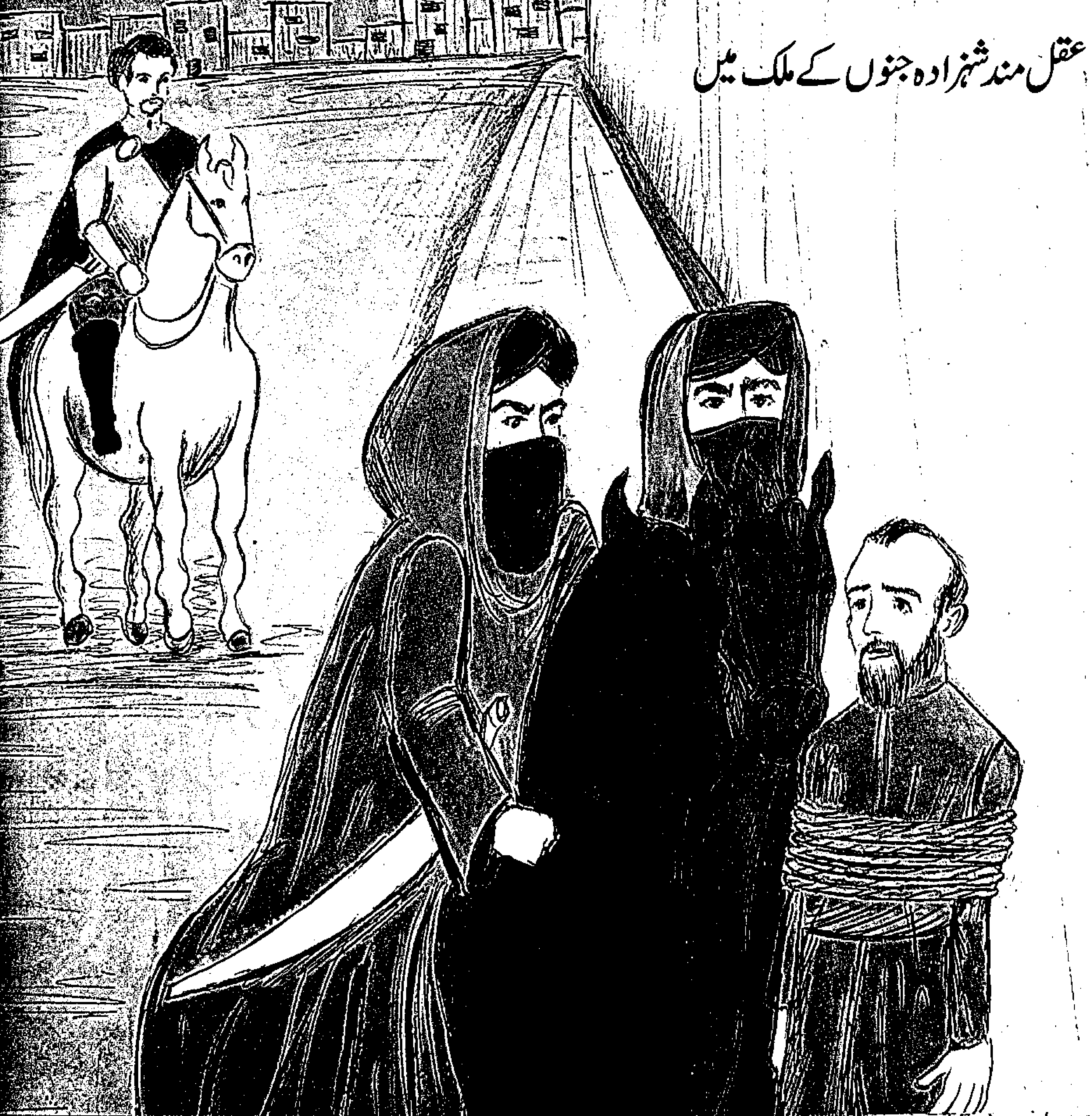

کہا: ”ابا حضور! اللہ آپ کا سایا ہم پر ہمیشہ سلامت رکھے! جب تک آپ زندہ ہیں، ہم کو بادشاہت کی خواہش نہیں ہے۔“

بادشاہ اپنے بیٹوں کی فرمانبرداری پر بہت خوش ہوا لیکن اُس نے ان میں بادشاہت کے لیے ضروری خوبیاں پیدا کرنے کی غرض سے ایک فیصلہ کرلیا تھا۔ اُس نے کہا: ”میں تم تینوں کو ایک سفر پر بھیج رہا ہوں لیکن اس سفر کی خبر میرے اور تمھارے علاوہ کسی کو نہیں ہونی چاہیے۔ تم اپنے ساتھ جتنا مال واسباب لے کر جانا چاہو، لے جا سکتے ہو۔ عقل مند شہزادہ مغرب کی طرف سفر کرے گا۔ رحم دل شہزادہ شمال کی طرف جائے گا اور بہادر شہزادہ جنوب کی طرف سفر کرے گا۔ شرط یہ ہے کہ تینوں شہزادوں نے چھ مہینے کے اندر اندر اپنا سفر ختم کر کے واپس آنا ہوگا اور اپنے سفر میں جو کچھ حاصل کرو گے، وہ پیش کرنا ہوگا۔“

تینوں شہزادوں نے بادشاہ کے فیصلے کو خوشی سے قبول کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے طور پر زور و شور سے سفر کی تیاریاں شروع کردیں۔ پھر اُن کی روانگی کا دن آپہنچا۔ شہزادے اعلیٰ نسل کے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیار کھڑے تھے۔ بادشاہ نے آدھی رات کے وقت شہزادوں کو دعائیں دے کر رُخصت کردیا اور ساتھ ہی یہ نصیحت بھی کی کہ وہ اپنی شناخت کسی پر ظاہر نہیں کریں۔ شہزادوں کا آپس میں بھی بہت پیار تھا۔ وہ ایک دوسرے کو گلے لگ کر ملے اور ایک دوسرے کی کامیابی کی دعائیں کرتے ہوئے مختلف سمتوں میں روانہ ہوگئے۔

عقل مند شہزادہ جنوں کے ملک میں

عقل مند شہزادہ اپنے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس کا گھوڑا تیز رفتار اور بڑا وفادار تھا۔ گھوڑا ساری رات تیزی سے دوڑتا رہا اور رات کے آخری پہر وہ اپنے ملک کی سرحد پر پہنچ چکا تھا۔ سرحد کے اختتام پر اُس کے اُستاد کا مکان تھا۔ شہزادے نے اس سے عقل مندی کی بہت سی باتیں سیکھی تھیں۔ اُس کا ارادہ تھا کہ جاتے جاتے اُستاد کو سلام کرتا چلوں۔ جب وہ مکان کے قریب پہنچا تو وہاں کئی گھڑ سوار نظر آئے۔ شہزادے کو قریب آتا دیکھ کر انھوں نے تلواریں نکال لیں۔ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کچھ آدمیوں نے، جن کے چہرے نقاب میں چھپے ہوئے تھے، ایک آدمی کو باندھ کر لا رہے تھے۔ شہزادے نے فوراً پہچان لیا۔ یہ اُس کے اُستاد کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ اُسے اِن لوگوں پر غصہ آنے لگا۔ ایک آدمی نے شہزادے کو حکم دیا: ''اجنبی! تم جو کوئی بھی ہو، یہاں سے چلتے بنو، ورنہ ہم تمھیں قتل کر دیں گے!'' شہزادے نے کڑک کر کہا: ''تم نے جس آدمی کو پکڑ رکھا ہے، یہ میرے استاد ہیں، تم انھیں چھوڑ دو۔'' یہ سُن کر وہ قہقہہ لگانے لگا: ''تم میں اتنی ہمت ہے تو اس کو چھڑا لو ورنہ ہم تمھیں بھی پکڑ کر لے جائیں گے۔'' شہزادہ سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کرے اس نے ہمت کر کے پوچھا: ''اِن کا قصور تو بتاؤ، تم نے انھیں کیوں باندھ رکھا ہے؟'' وہی آدمی بولا: ''ہمیں پتا چلا ہے کہ اس کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے، لیکن ہم نے اس کے سارے گھر کی تلاشی لے لی ہے اور کچھ بھی نہیں ملا۔ ضرور اس نے خزانہ کہیں چھپا رکھا ہے۔'' شہزادے کو ساری بات سمجھ آ گئی۔ اس نے نے انھیں بتایا کہ اِن کے پاس ہیرے موتیوں والا خزانہ نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ قیمتی خزانہ

ہے۔ گھڑسوار حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک بولا: ''پھر تمھیں تو معلوم ہوگا کہ اس نے وہ خزانہ کہاں چھپا رکھا ہے؟'' شہزادے نے جواب دیا: ''ہاں! مجھے معلوم ہے، ان کے پاس علم کا خزانہ ہے، جو انھوں نے اپنے سینے میں چھپا رکھا ہے اور جو اسے حاصل کرنا چاہے، یہ سارا خزانہ اس پر لٹانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔'' یہ سُن کر اُن کے منہ لٹک گئے۔ ''اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے، چلو چھوڑو اس بوڑھے کو!'' ان میں سے ایک آدمی نے رُعب دار لہجے میں کہا، جو اُن کا سردار نظر آتا تھا۔ یہ کہہ کر وہ سب گھوڑوں کو آگے پیچھے دوڑاتے ہوئے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ شہزادے نے آگے بڑھ کر اپنے اُستاد کو رسیوں سے آزاد کرایا۔ اس وقت شہزادے کو اپنے سامنے دیکھ کر اُس کے استاد کو حیرت ہوئی۔ شہزادے نے سلام کیا اور ہنس کر کہنے لگا: ''حضرت! میں یہاں سے گزر رہا تھا، سوچا آپ کو سلام کرتا چلوں!'' انھوں نے بڑی محبت سے سلام کا جواب دیا اور کہنے لگے: ''صاحب زادے! تم تو اس وقت اللہ کی طرف سے رحمت بن کر آئے ہو، اِن لوگوں کو کسی نے بہکا دیا ہوگا۔ بہرحال چھوڑو انھیں، یہ بتاؤ کہ اس وقت کہاں جانے کا ارادہ ہے؟'' شہزادے نے کہا: ''بس جناب! ایک مہم پر جا رہا ہوں، آپ سے دعا کا خواستگار ہوں۔'' اُنھوں نے شہزادے کو بہت سی دعائیں دیں اور بتایا کہ تم سورج نکلنے سے پہلے پہلے اپنے ملک کی سرحد سے نکل جاؤ گے۔ وہ دعائیں سمیٹتا ہوا تیزی سے سرحد کی جانب بڑھنے لگا۔ جب اُس نے سرحد پار کی، تو ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ اُس کے سامنے سرسبز و شاداب خطہ تھا۔ ہر طرف ہری ہری گھاس پھیلی ہوئی تھی اور پھل دار درخت پھلوں سے جھکے ہوئے تھے۔ درختوں کے بیچوں بیچ شفاف پانی کی

ایک نہر خراماں خراماں بہہ رہی تھی۔ شہزادہ قدرت کی کاری گری پر حیران رہ گیا۔ اسی وقت اُسے دُور سے شور کی آواز سنائی دی، جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔ شہزادے نے سمت کا اندازہ لگایا اور درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ گیا۔ اُسے دور سے کچھ لوگ چلتے ہوئے اپنی طرف آتے نظر آئے۔ اب اُن کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ جب وہ ذرا اور قریب آئے تو شہزادہ یہ دیکھ کر چونک گیا کہ اُن لوگوں کے سروں پر چھوٹے چھوٹے سینگ تھے۔ اُس کو اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی۔ یہ جن تھے۔ اُن کی تعداد پندرہ کے قریب تھی اور وہ نہر کے کنارے پر رُک گئے۔ سب سے آگے والا جن اُن کا سردار لگتا تھا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر اُونچی آواز میں کہنے لگا: ''یہاں تو کوئی انسان نظر نہیں آ رہا۔''

پیچھے سے ایک بوڑھا جن بولا: ''سردار! ہوسکتا ہے، وہ نہر کے دوسری طرف ہو، ہمیں یہاں اُس کا انتظار کرنا چاہیے!''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں! ہم ذرا جلدی آ گئے ہیں۔'' سردار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

شہزادہ سوچنے لگا کہ ہوسکتا ہے، یہ لوگ میرے بارے میں گفتگو کر رہے ہوں۔ یہاں چھپے رہنے سے بہتر ہے کہ سامنے آ کر ان کے ارادوں کا پتا چلایا جائے۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑا اور نہر کی طرف چل دیا۔

رحم دل شہزادہ اور مکار بڑھیا

اب رحم دل شہزادے کی سنیے۔ جب اُس نے اپنے ملک کی سرحد سے باہر قدم رکھا تو سورج نکل چکا تھا۔ اُس نے گھوڑے کو تھکانا مناسب نہ سمجھا تھا۔ وہ راستے میں کچھ دیر سواری کرتا اور کچھ دیر اُس کو ستانے کا موقع دیتا۔ اسی وجہ سے وہ دیر سے اپنے ملک سے نکلا۔ اُس کا گھوڑا ابھی تک تازہ دم تھا۔ اُس کے چاروں طرف خشک ریگستان تھا۔ دور دور تک کسی ذی رُوح کا کوئی نشان نہ تھا لیکن وہ اس طرف جانے پر مجبور تھا کیوں کہ یہ بادشاہ کا حکم تھا۔ اُس نے گھوڑے کے لیے تھوڑی گھاس کاٹی اور صحرا میں داخل ہو گیا۔ دوپہر کے وقت تک وہ پیاس سے نڈھال ہونے لگا۔ اس وقت اُسے سامنے کی طرف کچھ درخت نظر آئے تو اس کی رُکتی ہوئی سانسیں بحال ہونے لگیں۔ شہزادے نے گھوڑے کا رُخ اُدھر موڑ دیا۔ درخت کافی دور ثابت ہوئے اور اُن کے قریب پہنچتے پہنچتے اُسے شام ہو گئی۔ اُس نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود پانی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ تھوڑے فاصلے پر اُسے کسی کے کراہنے کی آواز آئی۔ وہ نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ایک بڑھیا کراہ رہی ہے اُس کی آنکھیں بند ہیں۔ وہ فوراً اُس کی طرف بڑھا اور پوچھا: ”بڑی اماں! آپ کو کیا ہوا ہے؟“

بڑھیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور بولی: ”بیٹے! مجھے سخت پیاس لگی ہے، یہاں سے تھوڑی دور ایک کنواں ہے، جہاں ایک بہت بڑا اژدھا بیٹھا ہے۔ میں اور میرا بیٹا یہاں سے گزر رہے تھے۔ میرا بیٹا پانی لینے گیا تو اُس اژدھے نے اُسے نگل لیا۔ آج تیسرا دن ہے اور میں نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔“ شہزادہ بڑھیا کی داستان سُن

کر رنجیدہ ہو گیا۔ اُس نے بڑھیا کے بیٹے کی موت پر افسوس کیا اور اُسے پانی پلانے کا وعدہ کیا۔ بڑھیا نے شہزادے کو منع کیا کہ اجنبی! تمھیں بھی اژدھا نگل جائے گا لیکن شہزادے نے کہا کہ زندگی اور موت تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پہلے میں آپ کو پانی پلاؤں گا، اُس کے بعد خود پیوں گا۔ شہزادہ چھپتے چھپتے کنوئیں کی طرف چل پڑا۔ کنواں کافی فاصلے پر تھا۔ شہزادے کو وہاں پہنچتے پہنچتے کافی دیر ہو گئی۔ اُسے اپنے سے زیادہ بڑھیا کی فکر تھی کہ کہیں وہ پیاس سے مر ہی نہ جائے۔ جب وہ کنوئیں کے پاس پہنچا تو اُسے اژدھا کہیں نظر نہ آیا۔ کنوئیں کے قریب ہی ایک رسی اور پانی بھرنے والا ڈول پڑا ہوا تھا۔ اُس نے بسم اللہ پڑھ کر رسی کنوئیں میں لٹکا دی۔ جب اُسے احساس ہوا کہ اب ڈول پانی سے بھر گیا ہے، تو اُس نے دھیرے دھیرے رسی واپس کھینچنا شروع کر دی۔ شہزادہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ پانی کا برتن پورا بھر کر باہر آیا تھا۔ وہ خوشی خوشی واپس چل دیا، تاکہ بڑھیا کو پانی پلا کر اُس کی زندگی بچائے۔ جہاں وہ بڑھیا کو چھوڑ کر گیا تھا، وہاں پہنچا تو بڑھیا کہیں نظر نہ آئی۔ اُس نے یہاں وہاں ہر طرف دیکھ ڈالا، لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ شہزادہ ناکام ہو کر تھکے تھکے قدموں سے اپنے گھوڑے کی طرف چل دیا۔ جیسے ہی وہ گھوڑے کے پاس پہنچا، چار ڈاکو درختوں کے پیچھے سے نکل آئے اور تلواریں سونت کر شہزادے کو گھیر لیا۔ اُن کے اُونٹ بھی شہزادے نے دیکھ لیے تھے۔ ایک درخت کے پیچھے سے وہی بڑھیا نکل رہی تھی۔ اب اُس نے قہقہے لگانے شروع کر دیے۔ شہزادہ بڑھیا کی ساری چال سمجھ گیا۔ بڑھیا کہنے لگی: ''یہ چاروں میرے بیٹے ہیں اور اب ہم تمھارا گھوڑا اور سارا مال و اسباب لے جائیں گے۔'' صحرائی ڈاکو آگے بڑھے اور شہزادے کو ایک درخت کے ساتھ

باندھ دیا۔ بڑھیا نے گھوڑے کو کھولا اور اُس پر سوار ہوگئی۔ گھوڑے پر کافی قیمتی ہیرے اور اشرفیاں تھیں۔ انھیں دیکھ کر بڑھیا اور اُس کے بیٹوں کی باچھیں خوشی سے پھیل گئیں۔ انھوں نے شہزادے کی تلاشی لینا بھی مناسب نہ سمجھی۔ وہ جانے لگے تو شہزادے نے درخواست کی کہ مجھے کھول کر تو جاؤ مگر بڑھیا اور اُس کے بیٹوں نے اُس کی بات پر توجہ ہی نہ دی اور شہزادے کے گھوڑے سمیت، اونٹوں پر سوار ہو کر گرد اُڑاتے نگاہوں سے اُوجھل ہوگئے۔

بہادر شہزادہ موت کی دہلیز پر

بہادر شہزادہ جنوب کی سمت روانہ ہوا تھا۔ جب وہ اپنے ملک کی سرحد سے باہر نکلا تو شام پڑ چکی تھی۔ اِس طرف اُن کا ملک زیادہ پھیلا ہوا تھا، اس لیے اُسے سرحد عبور کرتے شام ہوگئی تھی۔ اب اُس کے سامنے پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ تھا۔ اُس نے پہاڑوں کو عبور کرنا شروع کر دیا، جو ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ زادِ راہ کے طور پر دوسرے شہزادوں کی طرح اُس نے بھی ہیرے اور اشرفیاں ساتھ لی تھیں۔ اُس کے پاس خشک میوہ جات کی تھیلیاں بھی تھیں، لیکن ابھی تک اُس نے کھانے پینے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی تھی۔ پہاڑ عبور کرتے ہوئے اُسے ساری رات بیت گئی۔ سحری کے وقت اُس نے کچھ خوراک لی اور اب جس پہاڑ کی طرف روانہ ہوا، اُس کے خیال میں وہ سب سے بلند تھا۔ اُس کے اُوپر کھڑے ہو کر راستے کا صحیح تعین کیا جا سکتا تھا۔ پہاڑ کے اُوپر پہنچنے تک صبح ہوگئی اور سورج نکل آیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی سے دور دور تک کے علاقے نظر آ رہے تھے۔ اُس کے دائیں بائیں اور پیچھے تو یہی بنجر پہاڑ ہی پہاڑ تھے مگر سامنے کی طرف والا پہاڑی سلسلہ سرسبز تھا۔ اُس نے اپنے گھوڑے کو اُسی

سمت ڈال دیا۔ گھوڑا بہت اصیل نسل کا تھا۔ وہ دشوار گزار راستوں پر بھی بڑی پھرتی سے چل رہا تھا۔ سر سبز پہاڑ کے دامن میں پہنچتے ہی گھوڑے کی بھوک جاگ اُٹھی۔ شہزادہ سمجھ گیا تھا کہ اب کچھ دیر آرام کیے بغیر ہم آگے سفر جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ وہ گھوڑے سے اُترا اور اُس کی رسی کو لمبا کر کے باندھ دیا۔ یہاں گھاس تو نہ تھی، لیکن لمبی لمبی پتیوں والے چھوٹے چھوٹے سبز پودے ضرور تھے۔ اُن کا قد دو سے پانچ فٹ تک ہوگا۔ اُن کے پتوں سے عجیب سی بُو آ رہی تھی۔ گھوڑا بھوک کے مارے اس پودے پر منہ مارنے لگا۔ شہزادہ اُس کے قریب ہی لیٹ کر گھوڑے کی طرف دیکھنے لگا، جو اُس کا مستقل ساتھی تھا۔ پھر اچانک اُس نے گھوڑے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ شہزادہ ایک دم اُٹھ کر گھوڑے کی جانب بڑھا۔ اس دوران میں گھوڑا زمین پر لیٹ چکا تھا۔ شہزادہ پریشان ہو گیا۔ بہ ظاہر ایسا کچھ محسوس نہ ہوتا تھا کہ گھوڑے کو کوئی تکلیف ہوئی ہو۔ اب گھوڑے کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں اور شہزادے کی پریشانی بڑھنے لگی۔ قریب پہنچ کر اُس نے گھوڑے کو بہت ہلایا جلایا، لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں۔ شہزادے نے اُس کے نتھنوں پر ہاتھ رکھا تو سانس چلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کبھی گھوڑا اس طرح نہیں لیٹا تھا اور یہ گھوڑا اسب سے تندرست تھا۔ بہرحال سوچتے سوچتے وہ سمجھ گیا کہ ضرور اس پودے میں کچھ اثرات ہیں، جن کی وجہ سے گھوڑا لمبی تان کر سو گیا ہے۔ شہزادے نے اُس پودے کے چند پتے توڑے اور انھیں سونگھ کر چکھنے لگا۔ اُس نے دو چار پتے ہی کھائے تھے کہ اُس پر غنودگی چھانے لگی، پھر اُسے ڈھول کی آوازیں آنے لگیں۔ اُس کی نگاہیں بے اختیار پہاڑ کی چوٹی کی جانب اُٹھ گئیں، جہاں بہت سے لوگ ناچتے گاتے آ رہے تھے لیکن بہادر شہزادے کی

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہ زمین پر لڑھکتا چلا گیا۔

عقل مند شہزادے کی گرفتاری

عقل مند شہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر جنوں کی طرف بڑھنے لگا۔ جن پتلی سی نہر کے کنارے کھڑے تھے۔ سب سے پہلے جنوں کے سردار کی نظر اُس پر پڑی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ادھر متوجہ کیا، تو سب شہزادے کی جانب دیکھنے لگے۔ اسی وقت نہر پر ایک چھوٹا سا مضبوط پُل نمودار ہو گیا۔ پُل کے ذریعے شہزادے نے اپنا گھوڑا نہر سے پار کیا۔ تمام جنوں نے جھک کر شہزادے کا استقبال کیا۔ شہزادے نے ان کو اپنا دوست سمجھا اور دل ہی دل میں خوش ہونے لگا۔ جنوں کے سردار نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام تھام لی اور شہزادے کو بڑی عزت سے نیچے اُتارا گیا۔ شہزادے نے نیچے اترتے ہی سوال کیا: ''کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں، کہ آپ لوگ کون ہیں؟'' سردار جن اِدھر اُدھر دیکھ کر فوراً بولا: ''شہزادے! عرصہ پہلے ہمیں آپ کے یہاں آنے کی نوید سنائی گئی تھی اور آج وہ مبارک دن آ پہنچا ہے۔'' شہزادہ سوچ رہا تھا، اِن کو کیسے معلوم ہوا ہوگا کہ میں شہزادہ ہوں؟ جن بھانپ گیا کہ شہزادہ کیا سوچ رہا ہے، وہ کہنے لگا: ''شہزادے! ہمارا بادشاہ ''خیاز جن'' دو سال سے بیمار ہے۔ نامی گرامی طبیبوں سے علاج کرایا گیا، لیکن اُس کی حالت بہت زیادہ بگڑنے لگی پھر بوڑھے شاہی نجومی جن کو بلایا گیا تاکہ وہ بادشاہ کی بیماری کے بارے میں کچھ بتائے۔ اُس نے کہا تھا کہ دو سال بعد ایک ملک کا شہزادہ، جس کا نام عقل مند شہزادہ ہوگا، وہ ہمارے ملک کی سرزمین پر قدم رکھے گا۔ اُس کے قدم رکھتے ہی بادشاہ سلامت کی طبیعت سنبھلنا

شروع ہو جائے گی اور اگر بادشاہ ایک مہینے تک شہزادے کو اپنا مہمان رکھنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ مکمل صحت یاب ہو جائے گا!''

جن کی باتیں سُن کر شہزادے کو تعجب ہوا لیکن اسی اثنا میں سردار جن نے شہزادے کا ہاتھ تھام کر کہا: ''شہزادے کیا آپ ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہیں؟'' شہزادے نے اثبات میں سر ہلایا تو جن کہنے لگا: ''آپ اپنی آنکھیں بند کر لیں اور جب تک میں نہ کہوں، اُس وقت تک آنکھیں نہیں کھولنی۔'' شہزادے نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے ایسا محسوس ہوا، جیسے اُس کے قدم زمین سے اُوپر اُٹھ رہے ہوں۔ پھر چند منٹوں بعد اُس کے قدموں نے دوبارہ زمین کو چھوا تو سردار جن کی آواز اُبھری: ''شہزادے! آپ اپنی آنکھیں کھول سکتے ہیں۔'' شہزادے نے آنکھیں کھولیں، تو اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اُس کے سامنے شیشے سے بنا ہوا ایک وسیع و عریض محل تھا۔ محل کے دروازے پر ایک خوب صورت بگھی کھڑی تھی۔ اُس کے آگے سفید پروں والے چار خوب صورت گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ جنوں کے سردار نے شہزادے کو آرام دہ بگھی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بگھی میں سوار ہو گیا۔ بگھی نے محل کے اندر والی سمت میں اُڑنا شروع کر دیا۔ شہزادے کو یہ سب کچھ ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔ بگھی محل کے صدر دروازے پر جا کر رُک گئی۔ جب شہزادہ نیچے اُترا تو سردار جن پہلے سے وہاں موجود تھا۔ محل کا دروازہ سونے سے تیار کیا گیا تھا اور اُس پر قیمتی ہیروں سے نقش و نگار بنائے گئے تھے۔ ان کی چمک سے سارا دروازہ جگمگا رہا تھا۔ دروازے کے اندر کئی کنیزیں مؤدب انداز میں کھڑی تھیں۔ انھوں نے شہزادے کو خوش آمدید کہا۔

سامنے ایک خوب صورت تخت پر ایک معمر جن بیٹھا ہوا تھا۔ شہزادہ اُس کو دیکھ کر ڈرنے لگا تو سردار جن فوراً بولا: ''شہزادے! یہ ہمارے ملک کے وزیرِ اعظم ہیں، انھیں سلام کرو۔'' شہزادے کو یہ شخص ٹھیک نہیں لگ رہا تھا، لیکن اُس نے سلام کے انداز میں ہاتھ کو لہرادیا۔ وزیرِ اعظم نے سر ہلا کر جواب دیا اور سردار جن سے کہنے لگا: ''شہزادے کو فوراً شاہی مہمان گاہ میں پہنچادیا جائے۔'' سردار جن نے جھک کر کہا: ''تعمیل ہوگی حضور!'' اُس نے شہزادے کا ہاتھ پکڑا، پھر وہ دونوں ہوا میں اُڑنے لگے۔ کچھ دیر بعد اُن کے قدم زمین پر لگے۔ اب وہ ایک قلعہ نما عمارت کے باہر کھڑے تھے، جو بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی تھی اور اُس کی دیواریں تاحدِ نگاہ بلند تھیں۔ قلعے کے باہر بڑے بڑے خوفناک جن پہرہ دے رہے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تیز دھار تلواریں تھیں۔ سردار جن کو دیکھ کر انھوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ اندر کا منظر باہر سے زیادہ خوف ناک تھا۔ یہاں ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا تھا۔ شہزادے نے کہا: ''سردار جن! یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟'' جن نے عاجزی سے جواب دیا: ''حضور! اس سرنگ کے آخری سرے تک جانا ہے، آپ میرا ہاتھ پکڑے رہیں۔'' شہزادے کو اپنے قدم زمین سے اُٹھتے محسوس ہوئے۔ وہ سمجھ گیا کہ جن سرنگ میں اُڑتا چلا جا رہا ہے۔ اُس نے سرنگ میں کئی موڑ کاٹے اور آخر کار ایک جگہ رُک گیا۔ یہاں تھوڑی تھوڑی روشنی تھی۔ سرنگ کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے۔ جن اور شہزادہ ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ اُن کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے کے دروازے کی جگہ موٹی موٹی آہنی سلاخیں لگ گئیں۔ شہزادہ کمرے میں بند ہو چکا تھا۔ اُس نے ایک دم جن کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن وہ مکھی بن

کر کمرے سے باہر اُڑ گیا۔ باہر جا کر وہ دوبارہ اصل حالت میں آ گیا۔ شہزادے نے اُونچی آواز میں کہا: ''تم نے مجھے یہاں کیوں بند کر دیا ہے؟'' سردار جن ہنس کر بولا: ''ہمارا بادشاہ واقعی بیمار ہے، لیکن اُس کی بیماری پر وزیرِ اعظم بہت خوش ہے۔ بادشاہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور اُس کے مرنے کے بعد وزیرِ اعظم ہی سارے ملک کا بادشاہ بن جائے گا۔ وزیرِ اعظم نے بادشاہ کے تیار کیے ہوئے دستے سے پہلے ہمیں بھیج کر تمھیں اغوا کروا لیا ہے۔ اب اُس وقت تک تم ہماری قید میں ہو گے، جب تک وزیرِ اعظم تمھارے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر دیتا۔'' یہ کہہ کر سردار جن نے ایک قہقہہ لگایا اور غائب ہو گیا۔ شہزادہ اس تاریک کمرے میں قید ہو چکا تھا اور اب اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ وہ بُری طرح جنوں کے چنگل میں پھنس چکا تھا۔

رحم دل شہزادہ اور صحرائی ڈاکو

بڑھیا اور اُس کے ڈاکو بیٹے، رحم دل شہزادے کو لوٹنے کے بعد ایک درخت کے ساتھ باندھ کر فرار ہو گئے تھے۔ وہ پورا دن اُونٹوں پر سوار سفر کرتے رہے اور جب خوب تھک گئے تو ایک جگہ کھانے پینے کے لیے رُک گئے۔ یہاں سے اُن کا ٹھکانہ آدھے دن کی مسافت پر تھا۔ پانچوں ماں بیٹے چٹائی پر بیٹھ کر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے کے بعد بڑھیا کا بڑا بیٹا کہنے لگا: ''ماں! میں ذرا ہیرے جواہرات تو نکال لاؤں۔ بڑے دنوں بعد کوئی امیر زادہ ہاتھ لگا ہے، ہیروں کی چمک ہم بھی تو دیکھیں۔'' اس نے شہزادے کے گھوڑے سے تھیلیاں اُتاریں اور چٹائی پر کپڑا اچھا کر تھیلیوں کو اُس پر اُلٹنے لگا۔ ہیروں کی چمک دمک اتنی زیادہ تھی کہ سہ پہر کے وقت بھی چٹائی

روشن ہوگئی۔ سب نے ہیروں کو اُٹھا اُٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے انھوں نے ایسے ہیروں کے بارے میں صرف سنا تھا۔ بڑھیا کا بڑا بیٹا کہنے لگا: ''ماں! اسی خوشی میں ٹھنڈا سا مشروب بنا کر لاتا ہوں، قسم سے مزا دوبالا ہو جائے گا۔'' بڑھیا نے خوشی خوشی اُسے شربت بنانے کی اجازت دے دی۔ اُس نے شربت بناتے وقت اس میں ایک ایک چٹکی سفوفِ بے ہوشی ملا دیا۔ پھر سب کے سامنے ایک ایک گلاس رکھ دیا اور ایک خالی گلاس جھوٹ موٹ اپنے منھ سے لگا لیا۔ ٹھنڈا میٹھا شربت دیکھ کر سب نے ایک ہی سانس میں اُسے ختم کر دیا اور مستقبل کے منصوبے بنانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد اُن کے سر بھاری ہونے لگے اور پھر وہ سب بے ہوش ہو کر وہیں لمبے لیٹ گئے۔ بڑے ڈاکو نے فوراً تلوار نکالی اور بڑی بے دردی سے تینوں بھائیوں کو قتل کر دیا۔ بڑھیا نے بھی ہمیشہ اپنے بیٹوں کو ظلم کی تعلیم دی تھی اور اُس کا نتیجہ آج اُس کے سامنے تھا۔ بے رحم ڈاکو، اب تلوار نکالے ماں کے سر پر کھڑا تھا۔ پھر اُس نے بڑی سفاکی سے بڑھیا کا سر بھی تن سے جدا کر دیا۔ اس نے وہیں ایک گڑھا کھودا۔ چٹائی سمیت سب کو گڑھے میں دفن کر دیا۔ ہیرے جواہرات کی تھیلیاں وہ پہلے ہی اُونٹ پر لاد چکا تھا۔ اُس نے شہزادے کے گھوڑے کو آزاد کر دیا تاکہ باقی سفر اُونٹوں پر تیزی سے طے کرتے ہوئے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب ٹھکانے سے ضروری سامان لے کر کسی شہر میں جا بسوں گا۔ شہر میں کسی امیر زادی سے شادی کر کے باقی زندگی مزے سے گزاروں گا۔ وہ اسی سوچ میں گم ابھی چند فرلانگ ہی گیا تھا کہ سامنے سے آندھی اور طوفان نظر آنے لگا۔ وہ اس سے بچنے کی تدبیر سوچنے لگا، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ طوفان اُس کے چاروں طرف پہنچ

گیا۔ جب گرد کم ہوئی تو اُس نے بیس جوانوں کو اپنے اردگرد گھیرا ڈالے ہوئے دیکھا۔ اُن کے چہرے نقاب سے ڈھکے ہوئے تھے۔ تین آدمی آگے بڑھے اور اُسے مارتے ہوئے اُونٹ سے اُتارا۔ پھر رسیوں سے باندھ کر اسی اُونٹ پر ڈال دیا۔ یہ لوگ بڑے بڑے سنہرے اونٹوں پر سوار تھے۔ اس کے اونٹ پر پڑی تھیلیاں چمک رہی تھیں۔ انھوں نے تھیلیاں اُتار کر ایک اونٹ پر ڈال لیں اور اُسی طرف چل پڑے، جہاں شہزادہ درخت کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

رحم دل شہزادے کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ اُس کو اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ بھوک پیاس کی وجہ سے وہ چند گھڑیوں کا مہمان لگتا تھا۔ اسی دوران میں اُس کے کانوں میں انسانوں اور جانوروں کی اُونچی اُونچی آوازیں پڑنے لگیں۔ اس نے سوچا کہ شاید اب میرے کان بجنے لگے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کسی کی نظریں اس پر پڑیں: ”وہاں کوئی ہے۔۔۔وہ دیکھو!“ ایک آدمی چلا کر کہہ رہا تھا۔ اُس کے اشارہ کرنے پر تین چار آدمی دوڑے دوڑے درخت کے پاس آئے۔ انھوں نے شہزادے کی رسیاں کھولیں اور اُسے کھانا کھلایا۔ پانی وغیرہ پی کر شہزادے کی حالت بہتر ہونے لگی۔ اُس نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور انھیں بتایا کہ میں ایک تاجر ہوں۔ سفر پر جا رہا تھا کہ چار ڈاکوؤں اور ایک بڑھیا نے دھوکے سے مجھے یہاں باندھ دیا اور میرے پاس موجود ہیرے جواہرات لوٹ کر فرار ہو گئے۔ اصل میں یہ لوگ بھی ڈاکو تھے اور قافلوں کو لوٹا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ لوگوں کو قابو کر کے

انھیں انسانی منڈیوں میں مہنگے داموں فروخت کرتے تھے۔ وہ شہزادے کو اُس آدمی کے پاس لے گئے، جو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ شہزادے نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا: ''یہی ہے وہ۔۔۔یہی ہے۔۔۔اسی نے مجھے لوٹا تھا، لیکن اس کے ساتھ بڑھیا اور تین ساتھی اور بھی تھے۔'' شہزادے کی بات سُن کر ڈاکوؤں کے سردار نے اُس سے بڑھیا اور باقی ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ ڈاکو سمجھے کہ شاید اُن کے پاس بھی اسی طرح کے ہیرے جواہرات ہوں گے لیکن آخر کار وہ یہ بتانے پر مجبور ہو گیا کہ اُس نے اپنے تینوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر دیا ہے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے ایک دم نیام سے تلوار کھینچی اور اس کا سر تن سے جدا کرنا ہی چاہتا تھا کہ اُس کا ساتھی بول پڑا: ''سردار! اسے قتل مت کرو! یہ ساری زندگی اپنے کیے کی سزا بھگتے گا، ہم اسے غلاموں کی منڈی میں بیچ دیں گے!'' اپنے ساتھی کی بات سن کر سردار نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال لی اور اُس کو غصے سے دیکھتا ہوا واپس ہولیا۔ اب رات گہری ہونے لگی تھی۔ ہیروں کی چمک بڑھتی جا رہی تھی اور ہر طرف روشنی کی کرنیں پھیل چکی تھیں۔ دو آدمی اُٹھ کر پہرہ دینے لگے اور باقی چٹائیاں بچھا کر لیٹ گئے۔ موقع پا کر شہزادے نے سردار سے کہا: ''سردار! اگر آپ میرا مال واسباب واپس کر دیں تو میں اپنی منزل پر روانہ ہو جاتا ہوں!'' یہ سُن کر سردار نے کہا کہ میں اپنے آدمیوں سے کہتا ہوں، وہ تمھارا سامان تمھیں لا دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ کچھ دور لیٹے آدمیوں کی طرف چلا گیا۔ شہزادہ خوش تھا کہ اُس کی جان چھوٹ گئی تھی مگر واپسی پر سردار کے ساتھ دو آدمی تھے اور اُن کے ہاتھوں میں مضبوط رسیاں تھیں۔ انھوں نے شہزادے کو مضبوطی سے باندھ کر اُسی قاتل ڈاکو کے ساتھ ڈال دیا جو ایک اونٹ

کے پاس بندھا ہوا پڑا تھا۔ سردار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: ”ہاہاہا۔۔۔اب مانگے گا اپنا سامان؟ ہم صرف لوگوں کو لوٹتے نہیں ہیں، انھیں بیچتے بھی ہیں۔ امید ہے تمھیں بیچ کر ہمیں اچھے دام ملیں گے اور تم اچھے غلام ثابت ہو گے۔“ سردار کی بات سُن کے شہزادہ لرز کر رہ گیا۔ اُن دنوں غلام کی پہچان یہ تھی کہ اُس کے کان کٹے ہوئے ہوتے تھے۔ سردار نے مزید کہا کہ تم دونوں کے کان میں نہیں کاٹوں گا، بلکہ تمھارا خریدار خود ہی کاٹتا رہے گا۔“

صبح صبح سارا قافلہ نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہو گیا۔ رسیوں سے جکڑا ہوا قاتل ڈاکو اور شہزادہ ایک ہی اُونٹ کے دونوں طرف سوار تھے، جنھیں بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ پورا دن چلنے کے بعد قافلہ ایک محل نما عمارت کے پاس رُکا۔ سردار محل کے اندر داخل ہوا۔ جب اُس کی واپسی ہوئی تو دو موٹے تازے آدمی اس کے ساتھ تھے۔ انھوں نے شہزادے اور قاتل ڈاکو کو بندھی ہوئی حالت میں کندھوں پر ڈالا اور محل میں داخل ہو گئے۔ سردار اُن کے پیچھے پیچھے تھا۔ اُن آدمیوں نے اِن دونوں کو ایک کمرے کے فرش پر پٹخا اور ہاتھ باندھ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک خوب صورت نوجوان اندر داخل ہوا۔ اُس نے غور سے قاتل ڈاکو اور شہزادے کو دیکھا اور پھر دو تھیلیاں سردار کی طرف پھینک دیں۔ سردار نے دونوں تھیلیاں اُٹھائیں اور جلدی سے باہر کی راہ لی۔ اُس آدمی کے اشارے پر ان دونوں کو کھول کر الگ الگ کوٹھڑیوں میں ڈال دیا گیا جو ساتھ ساتھ تھیں۔ شہزادہ جس کوٹھڑی میں تھا، وہ انتہائی تنگ اور بدبودار تھی۔ اسی کی پچھلی دیوار میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی، جس میں لوہے کی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ شہزادے نے باہر کی طرف دیکھا تو وہاں سرسبز درخت ہی درخت تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ ایک بار

موت کے منہ سے نکل کر دوسری مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اُسے ساتھ والی کوٹھڑی سے قاتل ڈاکو کی چیخوں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا: ''میرے کان مت کاٹو۔۔۔اللہ کا واسطہ ہے، میرے کان مت کاٹو۔۔۔!'' پھر اُس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔ شاید اُس کے کان کاٹ دیے گئے تھے۔ اسی لمحے شہزادے کی کوٹھڑی کا دروازہ کھولا جانے لگا اور شہزادہ دل ہی دل میں اللہ سے مدد مانگنے لگا۔

بہادر شہزادہ جلتی بستی میں

جڑی بوٹی کھانے کے بعد بہادر شہزادہ کتنی دیر سویا رہا؟ یہ اُسے معلوم نہیں ہوسکا۔ اُسے دھوپ کی سخت تپش محسوس ہوئی تو اُس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ شہزادے کو اپنے جسم میں سستی سی محسوس ہورہی تھی۔ اُس کے ذہن میں گزرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے گھومنے لگے اور نگاہیں بے اختیار پہاڑ کی چوٹی کی جانب اُٹھ گئیں، جہاں اُس نے آخری مرتبہ لوگوں کو ڈھول بجاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن اب وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا گھوڑا ابھی تک اپنی سابقہ حالت میں لیٹا ہوا تھا۔ شاید اُس نے بوٹی کی زیادہ مقدار کھالی تھی۔ شہزادے نے گھوڑے کے پاس بیٹھ کر اُس کے جسم پر مالش کرنے کے انداز میں ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ دھوپ کی وجہ سے اُس کا جسم پہلے ہی گرم ہورہا تھا۔ شہزادے نے اپنی چھاگل سے پانی نکال کر کچھ خود پیا اور تھوڑا سا ہاتھ میں لے کر گھوڑے کے منہ میں ڈالا۔ گھوڑے نے زبان باہر نکالی، تو شہزادے نے اس کی زبان پر پانی ٹپکایا۔ اب گھوڑے کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہونا شروع ہوگئی تھی۔ شہزادے نے گھوڑے کو اُسی حالت میں چھوڑا اور خود اُس بوٹی کو چل پھر کر دیکھنے لگا، جس

کے اثرات نے ان دونوں کو گہری نیند سلا دیا تھا۔ اُس نے چل پھر کر ساری جگہ دیکھ لی۔ یہ جنگلی بوٹی صرف سو میٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ شہزادے نے بوٹی کے کافی سارے پتے توڑ کر ایک تھیلے میں ڈال لیے اور واپس گھوڑے کے پاس آ گیا۔ گھوڑا اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کامیاب ہو گیا۔ شہزادہ بڑی گہری نظروں سے گھوڑے کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ وہ مستقبل میں اس جڑی بوٹی کو کام میں لانا چاہتا تھا۔ وہ حیران تھا کہ گھوڑے جیسا قوی جانور اس بوٹی کے اثر سے نہ بچ سکا تھا اور وہ خود جو اکیلا ہو کر سو جنگ جو آدمیوں کو ایک ہی ہلے میں شکست دے دیتا تھا، اتنی آسانی سے نیند کی وادیوں میں گم ہوتا چلا گیا۔ کافی دیر بعد اُس کا گھوڑا سفر کے لیے تیار تھا۔ شہزادے نے اپنا مال و اسباب گھوڑے پر لادا اور دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔ آدھا دن سفر کرنے کے بعد پہاڑیوں کا سلسلہ کم ہوا تو شہزادے کی نظر دور ایک بستی پر پڑی۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر اسی طرف چلنے لگا۔ گھوڑا اُس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ بستی کے نزدیک پہنچ کر شہزادے نے دیکھا کہ ساری بستی کے گھر جلے ہوئے تھے۔ یہاں کسی ذی رُوح کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اُس کا تجسس بڑھتا رہا اور وہ بستی میں داخل ہو گیا۔ بستی زیادہ بڑی نہیں تھی۔ آٹھ دس گلیاں گھومنے کے بعد بستی ختم ہو گئی۔ شہزادے نے گھاس پھونس سے بنے گھروں میں جا کر دیکھا، جہاں ابھی تک اناج موجود تھا۔ جلنے کی بُو بھی ابھی تک آ رہی تھی، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اسے جلے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری۔ شہزادے کی سمجھ میں اس کے جلنے کی وجہ نہ آ سکی اور وہ بوجھل قدموں سے ایک نسبتاً چھوٹی پہاڑی کی طرف چل پڑا۔ چلتے چلتے ایک ٹیلے کے پاس اُسے زمین پر سرخ دھبا نظر آیا۔ جب اُس نے ہاتھ کے ساتھ لگا کر

سونگھا تو شہزادے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یہ انسانی خون تھا۔ وہ دیوانہ وار اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پھر ایک چھوٹے سے گڑھے میں اُسے انسانی جسم پڑا نظر آیا۔ وہ بھاگ کر اُس تک پہنچا اور نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ نبض چل رہی تھی اور اُس کے سر کے ایک طرف خون جما ہوا تھا۔ شہزادے نے اُسے کندھے پر ڈال کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ڈالا اور پانی سے زخم صاف کر کے سر کو کپڑے سے باندھ دیا۔ پانی پڑنے کی وجہ سے وہ نوجوان ہوش میں آنے لگا۔ اُس کی عمر اٹھارہ اور بیس سال کے درمیان تھی۔ اُس کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔ شہزادے کو قریب دیکھ کر وہ وحشت سے چیخنے لگا اور اُٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی، لیکن دو قدم کے بعد گر گیا۔ شہزادہ دوبارہ اُس کے پاس آیا اور اُسے تسلی دی کہ میں تمھارا دوست ہوں۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے شہزادے کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس کی آنکھوں سے ابھی تک خوف جھلک رہا تھا۔ شہزادے نے گھوڑے کے اُوپر لدے تھیلے میں سے پانی اور خوراک نکال کر اُس کے سامنے رکھی تو اُس کی جھجک قدرے کم ہوئی۔ ''کھاؤ! شاباش۔۔۔ تھوڑا سا کھا لو، تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں لگتی!'' شہزادے نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو وہ ہابڑ ہابڑ کر کے کھانے لگا۔ شہزادے نے بھی تھوڑا سا کھانا کھایا اور گھوڑے کو گھاس چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ ''کیا تمھارا تعلق اسی بستی سے ہے؟'' شہزادے نے نوجوان سے پوچھا تو اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''اچھا! مجھے بتاؤ کہ اس بستی کی یہ حالت کیسے ہوئی؟'' شہزادے نے دوبارہ پوچھا۔ نوجوان روتے ہوئے بتانے لگا: ''پہلے ہم بہت دُور، پہاڑوں کے اُس طرف رہتے تھے، جہاں اور بھی بہت ساری چھوٹی چھوٹی بستیوں کا ایک ملک آباد ہے۔ ایک دن بڑے میلے میں ہماری بستی کے ایک لڑکے سے دوسری

بستی کا لڑکا زخمی ہو گیا۔ زخمی ہونے والا لڑکا بستی کے سردار کا بیٹا تھا۔ وہ سردار بہت طاقت ور تھا۔ اس نے ہمارے سردار سے کہا کہ وہ لڑکا میرے حوالے کرو، جس نے میرے بیٹے کو زخمی کیا ہے لیکن ہمارے سردار نے لڑکا اُس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس وقت تو وہ کچھ نہ بولا، لیکن ہمارے سردار کو پتا تھا کہ وہ ہماری بستی پر ضرور حملہ آور ہوگا۔ اُس نے بستی کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو فوری طور پر وہاں سے نکال کر بہت دور، اِس جگہ بھیج دیا، تا کہ وہ اِن کی طرف سے بے فکر ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ ہمارے سردار کی توقع کے مطابق انھوں نے رات کو حملہ کر دیا۔ ہمارے جوان بڑی بہادری سے لڑے، لیکن دشمن تعداد میں زیادہ تھے اس لیے ہمارے کافی لوگ ہلاک ہو گئے اور باقی ہار ماننے پر مجبور ہو گئے۔ دشمن ہماری بستی میں لوٹ مار کر کے بھاگ گئے۔ ہم پچھلے آٹھ سال سے یہاں آباد ہیں۔ اُن بستیوں کے لوگ اِس طرف نہیں آتے۔ بد قسمتی سے دو دن پہلے یہاں سے کچھ وحشی قبائل گزرے تو اُن کی نظر ہماری اس بستی پر پڑ گئی۔ انھوں نے ظالم سردار کو اس کی اطلاع دے دی۔ اس نے رات کو حملہ کر کے ساری بستی کو جلا دیا ہے۔ وہ ہمارے سارے لوگوں کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ میں اُس وقت اِدھر بھاگا اور کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اس کے بعد مجھے اب ہوش آیا ہے۔'' شہزادے کو یہ سارا واقعہ سُن کر بہت افسوس ہوا۔ نوجوان داستان سنا کر پھر رونے لگ گیا تھا۔ اُسے اپنی بستی کے لوگ یاد آ رہے تھے۔ شہزادے نے اُسے رونے دیا تا کہ اُس کا غم کم ہو جائے۔ جب وہ جی بھر کر رو چکا تو شہزادے نے اُس سے پوچھا: ''کیا تم مجھے اُن بستیوں کی طرف لے کر جا سکتے ہو؟ میں تمھاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔'' نوجوان ڈرتے ہوئے بولا: ''آپ اُس طرف جانے کے بارے میں

کچھ مت سوچیں! وہ لوگ آپ کو بھی مار ڈالیں گے!'' اُس کی بات سُن کر شہزادہ ہنس پڑا: ''میں ایک مہم جو ہوں اور ایک ہی حملے میں سو جنگ جُوؤں کا اکیلے خاتمہ کر سکتا ہوں!'' نوجوان شہزادے کی بات سُن کر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ ''اب زیادہ سوچو نہیں بلکہ اُن لوگوں تک میری رہنمائی کرو، تاکہ تمھاری بستی کے لوگوں کو اُن سے چھڑا سکوں!'' شہزادے نے اُسے اٹھاتے ہوئے کہا اور نوجوان کو ساتھ لے کر گھوڑے کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور نوجوان کی رہنمائی میں ظالم سردار کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔

عقل مند شہزادہ تاریک سُرنگ میں

عقل مند شہزادے کو جنوں کی قید میں دس دن گزر چکے تھے۔ کھانے کے وقت اُس کے سامنے اچانک دستر خوان بچھ جاتا اور جب وہ کھا چکتا تو خود بخود غائب ہو جاتا۔ دسویں دن جیسے ہی وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اُسے باریک سی آواز سنائی دی۔ وہ اُسے واضح طور پر نہ سمجھ سکا۔ وہی باریک آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔ اب شہزادے نے غور کیا تو اُسے الفاظ سمجھ آنے لگے۔ کوئی کہہ رہا تھا: ''شہزادے! جواب دو تم میری آواز سُن سکتے ہو؟ جواب دو؟'' شہزادہ سرگوشی کے انداز میں بولا: ''ہاں میں سُن رہا ہوں! مگر تم کون ہو؟'' ''تمھاری طرح میں بھی یہاں ساتھ والی کوٹھڑی میں قید ہوں۔ میرا نام ''حازم جن'' ہے۔ میری طرح یہاں اور بھی بہت سے جن قید ہیں، جو بادشاہ کے فرمانبردار ہیں، لیکن غدّار وزیر نے ہمیں یہاں قید کر دیا ہے۔ وہ جادوگر بھی ہے اور اُس نے جادو کے زور سے ہماری طاقتیں بھی ختم کر دی ہیں۔ تمھارے یہاں آنے سے ہماری طاقتیں آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہیں۔ ہم

سب ساتھیوں نے آپس میں رابطہ کیا ہے۔۔۔کیا آپ کو میری آواز آرہی ہے؟'' حازم جن نے درمیان میں بات روکتے ہوئے شہزادے سے پوچھا۔''جی ہاں! میں آپ کی آواز سُن رہا ہوں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔'' شہزادے نے بے تابی سے کہا۔اُسے اندھیرے میں اُمید کی کرن نظر آنے لگی تھی۔حازم جن دوبارہ بتانے لگا:''میں کہہ رہا تھا کہ ہم سب قیدی ساتھیوں نے آپس میں رابطہ کیا ہے اور ہم سب کی طاقت واپس آرہی ہے۔یقیناً بادشاہ سلامت بھی تیزی سے تندرست ہو رہے ہوں گے۔انھیں آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہو گی۔اب ہم یہاں سے فرار کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔لیکن ہمارے فرار ہونے کے بعد آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔'' شہزادے نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہا:''جادوگر وزیر مجھے قتل بھی تو کروا سکتا ہے؟'' حازم جن پھر بولا:''جناب آپ مجھے بات کرنے دیں کیوں کہ کسی بھی وقت سردار جن آسکتا ہے۔وزیر جادوگر آپ کو ہرگز قتل نہیں کرے گا۔کیوں کہ شاہی نجومی کے مطابق جو شخص آپ کو قتل کرے گا یا کسی دوسرے سے قتل کروائے گا، اگلے ہی لمحے وہ خود مچھلی بن کر جادوئی نہر میں جا گرے گا اور وہاں سے بادشاہ سلامت کا پالتو بگلا اُسے شکار کر لے گا۔'' شہزادہ اس جواز پر کچھ مطمئن سا ہو گیا۔حازم بولتا جارہا تھا:''ہمیں امید ہے کہ آج رات تک ہماری اتنی طاقت لوٹ آئے گی کہ ہم اپنی صورت تبدیل کر سکیں لیکن ہم آپ کو کسی اور شکل میں تبدیل نہیں کر سکتے۔آپ اسی حالت میں ہمارے ساتھ یہاں سے نکلیں گے۔صبح تک آپ انتظار کریں، ہم آپس میں مشورہ کر رہے ہیں اور میرے ساتھی ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔'' حازم جن خاموش ہو گیا۔عقل مند شہزادہ سوچنے لگا کہ میرے

ساتھ کہیں پھر دھوکا نہ ہو جائے لیکن یہ سوچ کر چپ ہو رہا کہ قید سے نکلنے کا کوئی راستا تو نظر آ رہا ہے۔ یہاں سے نکلنے کے بعد ہی اگلا منصوبہ بنایا جا سکتا تھا۔

شہزادے کو رہائی کی خوشی میں رات بھر نیند نہ آئی۔ اگلے دن صبح صبح وہی پتلی سی آواز پھر سنائی دینے لگی: ”کیا آپ میری آواز سُن رہے ہیں؟“ شہزادا فوراً بولا: ”جی بالکل سُن رہا ہوں۔“ حازم جن جلدی جلدی کہنے لگا: ”رات کو ہمارا ایک ساتھی سانپ کی شکل اختیار کر کے ساری سرنگ کا جائزہ لے چکا ہے۔ اس سرنگ کے بائیس دروازے ہیں، اُن سب پر جادوگر وزیر نے ایسے جنوں کو پہرے پر بٹھا رکھا ہے، جو جادو جانتے ہیں۔ ہم نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ خرگوش کی شکل اختیار کر کے سرنگ کے نیچے ایک اور سرنگ بنائیں، جو جادوگر وزیر کے زیرِ اثر علاقے سے باہر جا کر نکلے۔ اس سلسلے میں رات بھر کام جاری رہا ہے اور ہمیں بہت کامیابی ملی ہے۔ امید ہے کہ ہم آج اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ تیار رہیں۔ کسی بھی وقت ہم آپ کو یہاں سے نکلنے کا سگنل دے سکتے ہیں اور ہاں! ہم نے سرنگ اتنی چوڑی کھودی ہے کہ اُس میں سے آپ بہ آسانی نکل سکتے ہیں۔ اب آپ نے کوئی سوال نہیں کرنا کیوں کہ سردار جن آپ کے لیے ناشتہ لانے والا ہے۔“ ایک دم آواز بند ہو گئی اور دوسرے لمحے شہزادے کے سامنے دسترخوان سج گیا۔ شہزادے نے حسبِ معمول ناشتہ کیا۔ حالاں کہ آج اُس کا ناشتہ کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ ناشتے سے فارغ ہوا، دسترخوان غائب ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ سردار جن جا چکا ہے لیکن حازم جن کی ہدایت کے مطابق وہ خاموش رہا۔ انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا اور ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل تھا۔

اگر شہزادے کو رہائی کی خبر نہ سنائی جاتی تو شاید وہ پہلے کی طرح یہ دن بھی گزار دیتا، لیکن آج وہ ایک ایک پل گن کر گزار رہا تھا۔ پھر دوپہر کا کھانا آ گیا۔ شہزادے نے بڑی مشکل سے کھانا کھایا۔ جب دسترخوان واپس چلا گیا تو شہزادے کو وہی پتلی سی آواز سنائی دینے لگی: ''شہزادے مبارک ہو! سرنگ مکمل ہو چکی ہے۔ اب آپ تیار ہو جائیں!'' شہزادہ فوراً اُٹھتے ہوئے بولا: ''میں تیار ہوں۔'' حازم کی آواز دوبارہ سنائی دی: ''ہم سانپوں کا روپ اختیار کر کے باہر نکلیں گے اور دو سانپ آپ کی کوٹھڑی کی سلاخوں کو ٹیڑھا کر کے آپ کے نکلنے کا راستا بنائیں گے۔ آپ نے ڈرنا نہیں ہے۔ میرے ساتھی آ رہے ہیں۔'' اسی وقت شہزادے کو سلاخیں ٹیڑھی ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ جلدی سے سلاخوں کی طرف بڑھا۔ اُس نے پہلا قدم باہر رکھا تھا کہ چاروں طرف سانپ رینگتے ہوئے نظر آنے لگے۔ ایک سانپ نے شہزادے کی ٹانگوں کے گرد کنڈلی مار لی۔ شہزادے کو اپنے قدم زمین سے اُٹھتے محسوس ہوئے۔ چند لمحے بعد وہ ایک تنگ سی سرنگ میں اُڑتا جا رہا تھا۔ سانپوں کی رفتار بہت تیز تھی اور اُن کے اُڑنے سے خوف ناک آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔ شہزادے نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ پھر اُس کو ایک ناگوار سی بُو محسوس ہونے لگی اور اُس کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔ سانپوں کی آوازوں میں بھی تیزی آ گئی تھی۔ پھر شہزادے کے حواس اُس کا ساتھ چھوڑنے لگے۔ آخری وقت اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے کسی نے اُسے زور سے زمین پر پٹخ دیا ہو۔ پھر اُسے کوئی ہوش نہ رہا۔

رحم دل شہزادے کا نیا امتحان

رحم دل شہزادے کی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تو اُس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اندر داخل ہونے والے دو آدمی تھے۔ وہ شکل ہی سے خونخوار نظر آ رہے تھے۔ اُن کے ہاتھ اور بازو خون آلود تھے۔ دروازہ کھول کر دونوں وہیں کھڑے ہوگئے۔ ان میں سے ایک آدمی کڑک دار لہجے میں بولا: ''تم تاجر ہو؟'' شہزادے نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا: ''ہاں میں تاجر ہوں۔'' وہی شخص پھر کہنے لگا: ''تو پھر چلو ہمارے ساتھ، تمھیں ''رابیل'' کی خدمت میں پیش ہونا ہے''۔ وہ شہزادے کو پکڑ کر باہر لے آئے۔ یہاں دو آدمی اور کھڑے تھے۔ انھوں نے شہزادے کو ساتھ لیا اور ایک چھوٹی سی حویلی میں لے گئے۔ وہاں ہُو کا عالم تھا۔ شہزادے اور اُن دو آدمیوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ ایک کمرے سے صابن اور نئے کپڑے لا کر شہزادے کو دیے گئے۔ شہزادہ نہا دھو کر باہر نکلا تو وہ دونوں اُس کا رنگ رُوپ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انھوں نے دوبارہ شہزادے کو ساتھ لیا اور بڑی محل نما حویلی کے ایک خوب صورت اور نفیس انداز میں سجے ہوئے کمرے میں لا کر بٹھا دیا۔ دونوں آدمی باہر دروازے ہی پر کھڑے ہوگئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا شخص اندر داخل ہوا۔ اُس کے ساتھ پہلے والا وہی شخص تھا، جس نے شہزادے اور قاتل ڈاکو کو دوسرے ڈاکوؤں سے خریدا تھا۔ لمبا شخص بہت بارُعب تھا اور دوسرا شخص ہاتھ باندھے اُس کے پیچھے کھڑا تھا۔ ''محترم رابیل! ڈاکوؤں کے مطابق یہ شخص تاجر ہے اور ہیرے جواہرات کا کام کرتا ہے۔ میں نے ڈاکوؤں سے ایک ہیرا خریدا تھا۔ اُن کو اس کی قیمت کا اندازہ نہیں تھا اس لیے جلدی میں اونے پونے داموں دے

گئے۔''اُس نے ہیرا رابیل کے سامنے پیش کر دیا۔ غالباً رابیل نے پہلے ہی ہیرے کو دیکھ لیا تھا۔ وہ شہزادے کی طرف دیکھ کر بولا: ''سچ سچ بتاؤ! تم نے یہ ہیرا کہاں سے چرایا تھا؟'' شہزادہ عاجزی سے بولا: ''جناب! میرے ملک میں اِن ہیروں کی تجارت ہوتی ہے اور یہ دوسرے ملکوں میں فروخت کر کے غلہ، جانور اور دوسری چیزیں خریدی جاتی ہیں۔'' رابیل غور سے شہزادے کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں یہ جھوٹ نہ بول رہا ہو۔ اس نے پوچھا: ''تمھارے پاس اس طرح کے کتنے ہیرے ہیں؟'' شہزادے نے کہا: ''جناب! میرے پاس اس طرح کے ہیروں کی بیس تھیلیاں تھیں۔ وہ ساری تھیلیاں لے کر میں تجارت کے لیے نکلا تھا لیکن بدقسمتی سے ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ گیا اور انھوں نے سب کچھ لوٹ کر مجھے آپ کے آگے فروخت کر دیا۔'' شہزادے کی باتیں سن کر رابیل نے سر ہلایا اور کہنے لگا: ''نوجوان! مجھے یہ سب سُن کر افسوس ہوا! میں تمھارے ساتھ ایک سودا کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس میں ایمان داری پہلی شرط ہے!'' اُس کے منھ سے ایمان داری کا لفظ سُن کر شہزادے کو عجیب سا لگا: ''جناب! اس معاملے میں آپ مجھے ایمان دار پائیں گے!'' رابیل نے پیچھے کھڑے آدمی کو مخاطب کیا: ''اس تاجر کو چند ماہ تک آرام سے یہیں رکھو، خوب آرام کے بعد جب اس کی صحت بحال ہو جائے تو پھر ہم اس سے معاملے کی بات کریں گے۔'' یہ کہہ کر رابیل تیزی سے واپس مڑ گیا اور دوسرا شخص بڑی عزت سے شہزادے کو آرام گاہ کی طرف لے گیا۔ اُس نے مخصوص خادموں کو شہزادے کے لیے بہترین کھانا بھی لانے کے لیے کہہ دیا۔ وہ بتانے لگا کہ رابیل ایک ملک کا طاقت ور بادشاہ ہے۔ اس کے حکم کے بغیر وہاں کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ وہ اِن ہیروں کا محتاج نہیں ہے۔ ایک مہینے

کے بعد وہ تمھارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے؟ مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔اتنی دیر میں کھانا لگ چکا تھا۔لذیذ کھانا کھانے کے بعد اُسے خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا۔شہزادے کی خواب گاہ کے دو دروازے تھے۔ایک تو حویلی کے اندر کھلتا تھا اور دوسرا باہر کی جانب تھا، جہاں ایک باغ تھا۔کھانا کھانے کے بعد شہزادے کی آنکھ بند ہونے لگی اور وہ گہری نیند میں چلا گیا۔دو مہینے اسی طرح آرام سے گزر گئے۔ایک دن وہ بے فکر ہو کر سو رہا تھا۔آدھی رات کا وقت تھا، جب اُسے باغ والے دروازے سے دستک کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دینے لگی۔پہلے تو شہزادے نے اسے اپنا وہم سمجھا، لیکن دستک کی آواز وقفے وقفے سے مسلسل آ رہی تھی۔اُس نے اُٹھ کر آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔

بہادر شہزادہ اور خوفناک ریچھ

بہادر شہزادہ اور نوجوان دو دن تک مسلسل سفر کرتے رہے تھے۔نوجوان نے درست کہا تھا کہ بستیاں یہاں سے بہت دور ہیں۔وہ شہزادے کے اندازے سے زیادہ دور نکلیں۔رات گئے جب دُور سے لالٹینوں کی روشنی نظر آئی تو نوجوان ڈرتے ڈرتے بولا: ''وہ سامنے پہلی بستی آ گئی ہے! لیکن ہمارے دشمنوں کی بستی اس سے ہٹ کر ہے۔'' شہزادے نے گھوڑے کی رفتار تھوڑی تیز کی، کیوں کہ اب پہاڑی چٹانیں ختم ہو چکی تھیں اور صرف راستا تھوڑا پتھریلا تھا۔گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سناٹے میں دور دور تک سنائی دے رہی تھی لیکن شہزادہ اس سے بے پروا تھا۔ڈر اور خوف کو اُس نے کبھی اپنی زندگی میں جگہ نہ دی تھی۔جب وہ مطلوبہ بستی کے نزدیک پہنچے تو رات کا تیسرا پہر تھا۔شہزادہ گھوڑے سے اُتر آیا۔اُس نے نوجوان کو گھوڑے کے پاس چھوڑ کر بستی کے اندر جانے کا فیصلہ

کیا۔چاند کی آخری تاریخیں تھیں، اس وجہ سے اندھیرا گہرا تھا۔شہزادہ بستی کی جانب جانے والی پگڈنڈی پر چل پڑا۔بستی کے مکان ہموار پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور اُن کی چھتیں لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر مکان کے سامنے چھوٹے چھوٹے باغیچے تھے، جس سے وہاں رہنے والوں کی خوش حالی کا پتا چلتا تھا۔اس وقت لوگ گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ یہ موقع شہزادے کے لیے بڑا سودمند تھا۔ چلتے چلتے وہ بستی کے درمیان پہنچ گیا۔ ابھی تک اُسے کسی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔بستی کے درمیان ایک سب سے بڑا مکان تھا۔اُس کے چاروں طرف سبزہ تھا اور ایک چھپر کے نیچے کافی تعداد میں جانور بندھے ہوئے تھے۔اصل میں شہزادے کو نوجوان کی بستی کے لوگوں کی تلاش تھی، لیکن وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھے۔ پھر اچانک شہزادے پر کوئی چیز جھپٹی۔ وہ بے اختیار نیچے جھکتا چلا گیا اور وہ چیز اُس کے اُوپر سے ہوتی ہوئی سامنے آگری۔شہزادہ چوکنا ہو گیا۔اُس کے سامنے ایک موٹا تازہ ریچھ کھڑا سخت نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔شہزادے نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر نیام سے تلوار کھینچ لی۔ریچھ دوبارہ حملے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔اُس نے جیسے ہی شہزادے پر چھلانگ لگائی، تو شہزادے نے ایک طرف ہو کر تلوار، خنجر کی طرح اُس کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ ریچھ ایک بھیانک چیخ مار کر تڑپنے لگا۔اُس کی چیخ سے بستی کے مکانوں میں ہل چل مچنے لگی اور لوگ اپنے ہتھیاروں کو ساتھ لے کر گھروں سے باہر نکلنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں بہادر شہزادہ چاروں طرف سے مکمل طور پر لوگوں کے گھیرے میں آچکا تھا۔

عقل مند شہزادہ پرستان میں

عقل مند شہزادہ ناگوار قسم کی بُو کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا تھا۔ جب اُس کی آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے آپ کو ایک تاریک غار میں موجود پایا۔ اُس کے چاروں طرف سانپ ہی سانپ تھے۔ شہزادے کو ہلتا دیکھ کر ایک سانپ اُس کے نزدیک آیا (یہ حازم جن تھا) اُس نے اپنی پتلی آواز میں شہزادے کو مخاطب کیا: ''آپ ٹھیک تو ہیں جناب! ہمیں آپ کی طرف سے بہت فکر لگی ہوئی تھی۔'' شہزادہ، حازم جن کی آواز سُن کر بولا: ''میں بالکل ٹھیک ہوں حازم جن! ہم اس وقت کہاں ہیں؟''

''اس وقت ہم جادوگر وزیر کی جیل سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔ دراصل جیل کے چوکی دار جنوں میں سے کسی نے ہمیں سُرنگ سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ ہم سے اندازے کی غلطی ہوگئی تھی اور سُرنگ زیادہ دور تک نہیں جا سکی۔'' حازم جن نے جواب دیا۔ ''تو کیا اب ہم یہاں قید رہیں گے؟'' شہزادے نے بھول پن سے پوچھا۔

''نہیں نہیں جناب! یہاں آئے ہوئے آج ہمیں دوسرا دن ہے اور اس دوران میں ہمارے ساتھی جن مسلسل ایک اور سرنگ کھودتے رہے ہیں۔ وہ سرنگ مکمل ہوچکی ہے۔ ہمیں بس آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے دو ساتھی بادشاہ کے دربار کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔ اب ہمیں کسی بات کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔'' حازم جن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا! یہ تو بہت خوشی کی بات ہے!'' شہزادہ پُرمسرت لہجے میں بولا۔

''لیکن یہاں سے نکلنے کے لیے ہمیں ابھی انتظار کرنا ہوگا۔ پہلے شاہی جادوگر، وزیر جادوگر سے بچاؤ کے لیے ساری مملکت کے گرد ایک حصار قائم کرے گا۔ اُس کے بعد ہم یہاں سے نکلیں گے۔'' حازم جن نے شہزادے کو بتایا۔

''یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟'' شہزادے نے دوبارہ پوچھا۔

''جناب! اس بارے میں، مَیں کچھ نہیں بتا سکتا!'' حازم جن نے معذرت کے انداز میں جواب دیا۔

ابھی شہزادہ مزید سوال کرنا چاہتا تھا کہ اچانک گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنے لگیں، جیسے بادلوں کی شدید گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔ اِن آوازوں سے غار میں ایک زلزلہ سا پیدا ہو گیا۔ پھر زمین ہلنے لگی۔ اسی وقت حازم کی جوش بھری آواز اُبھری: ''ساتھیو! جلدی سے سرنگ کا رُخ کرو! فوراً۔'' اس کی آواز تھمنے سے پہلے ہی تمام سانپ ایک گڑھے میں غائب ہونے لگے۔ سب سے آخر میں حازم جن نے شہزادے کے گرد کنڈلی مار کر اُس کو اُٹھایا اور گڑھے میں اُتر گیا۔ اُس کے گرد اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ شہزادے نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

اِن کا سفر جلدی مکمل ہو گیا۔ سُرنگ کا دھانا ایک محل میں کھلا تھا۔ جیسے ہی یہ لوگ باہر آئے تو بڑے بڑے جنوں نے ناچتے گاتے اِن کا استقبال شروع کر دیا۔ ایک بوڑھا جن سب سے آگے تھا اور اُس نے اپنے ہاتھوں میں شہزادے کے قد سے بھی بڑا، بڑے بڑے ہیروں کا ہار اُٹھایا ہوا تھا۔ ایک ایک ہیرے کا وزن کئی کئی کلو میں تھا۔ یہ بوڑھا جنوں کا بادشاہ ''خیاز جن'' تھا۔ یہ بہت قد آور تھا۔ اس کے سر پر گھنے اور سفید بال تھے، جن میں سے دو

چھوٹے چھوٹے سنہری سینگ نظر آرہے تھے۔اُس کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔اُس نے شہزادے کی پیشانی پر بوسا دیا اور ہار شہزادے کے حوالے کر دیا۔بادشاہ جن، شہزادے کو پہنچنے والی تکلیف پر رنجیدہ تھا اور بار باراُس سے معذرت کرتا تھا۔آخر شہزادے نے کہا کہ آپ مجھے شرمندہ نہ کریں۔ایک بڑے جلوس کی شکل میں شہزادے کو محل میں لایا گیا۔شہزادے کی اپنی زندگی محل میں گزری تھی، لیکن اُس نے ایسا محل کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔محل کی لمبائی چورائی کا کوئی اندازہ نہ تھا۔اُس کی چھت سو میٹر سے زیادہ بلند تھی اور اُس میں جگہ جگہ فانوس لٹک رہے تھے۔اِن فانوسوں کی روشنی سے سارا محل سورج کی روشنی کی طرح جگمگا رہا تھا۔جن بادشاہ، شہزادے کو ساتھ لیتا ہوا ایک بلند چبوترے پر چڑھ گیا اور وہاں پڑے تخت پر ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔شہزادے کو اُس نے اپنے پاس بٹھا لیا۔محل میں کھانے تقسیم ہو رہے تھے اور اتنے زیادہ جن تھے کہ وہاں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

شہزادے کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے چُن دیے گئے۔کھانے کے بعد خیاز بادشاہ نے شہزادے سے بات چیت کا آغاز کیا: ''اے شہزادے! ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم جیسا بابرکت شخص ہماری سلطنت میں داخل ہو چکا ہے۔اگر تو ایک مہینے تک ہمارے ساتھ قیام کرے تو ہم اسے اپنی خوش بختی سمجھیں گے۔تیری مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اُٹھایا جائے گا۔اب تو بتا کہ تیری کیا رضا ہے؟'' جن بادشاہ کی باتوں پر شہزادہ سوچ میں پڑ گیا۔سب جن اِن کی طرف متوجہ تھے اور شہزادے کو سوچ میں گم دیکھ کر سب کے چہروں پر تجسس تھا۔شہزادہ سوچ کر بولا: ''بادشاہ سلامت! آپ کی جانب سے مجھے جو عزت ملی، سب سے پہلے میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یقیناً آپ کی میزبانی میرے لیے باعثِ عزت ہوگی۔ میں آپ کی خواہش پر یہاں ایک مہینے تک قیام کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔'' شہزادے کی بات سُن کر محل میں تالیوں اور موسیقی کی آوازیں گونجنے لگیں۔ بادشاہ نے اُٹھ کر شہزادے کو گلے سے لگالیا۔ خوشی سے اُس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ یہ لوگ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ایک جن اُڑتا ہوا سیدھا تخت کے پاس آ گیا۔ وہ سخت گھبرایا ہوا تھا: ''حضور! مداخلت کی معافی چاہتا ہوں!'' جن بادشاہ نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ''سپہ سالار! کیا کوئی مصیبت آ گئی ہے جو تم اتنے گھبرائے ہوئے ہو؟''

سپہ سالار جن عاجزی سے بولا: ''حضور! جادوگر وزیر نے اپنے ساتھی جادوگروں کے ساتھ ہماری سرحد پر ڈیرا ڈالا ہوا ہے اور وہ جادوئی حصار کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے!''

جن بادشاہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا، اُس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو رہا تھا: ''غدّار وزیر کی یہ جرأت! شاہی جادوگر کو فوراً حاضر کیا جائے!'' اسی وقت ایک نوجوان جن حاضر ہو کر آداب بجالایا: ''کیا حکم ہے میرے آقا؟''

جن بادشاہ کا چہرہ غصے سے لال سُرخ ہو رہا تھا: ''غدّار وزیر کے بارے میں تم نے کچھ سنا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟''

''جی ہاں میرے آقا! وہ جادوئی حصار کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن یہ اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔ جب وہ پرستان کے جنوں سے مدد مانگنے گیا ہوا تھا، اُس وقت میں نے اُس کے زیرِ تسلط علاقے پر بھی حصار کھینچ کر اُس کی حکومت ختم کر دی تھی۔ اسی لیے وہ اب ہماری اُس سرحد پر بیٹھا تلملا رہا ہے، جو پرستان کے ساتھ

ملتی ہے۔'' شاہی جادوگر نے فخریہ لہجے میں بتایا تو جن بادشاہ کا پریشان چہرہ پھر سے نارمل ہونے لگا۔

''جناب! میں قطعہ کلامی کی معافی چاہتے ہوئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں!'' شہزادے کے ذہن میں ایک منصوبہ آیا تھا۔ سب لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ''ہاں کہو! ہم تمھاری بات سُن رہے ہیں!'' بادشاہ نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

''اگر شاہی جادوگر ہمارے ہر جن سپاہی کے گرد جادوئی حصار کھینچ دے اور یہ تمام سپاہی غدار وزیر اور اُس کے ساتھیوں پر پیچھے سے حملہ کر کے اُن کو گرفتار کرلیں!'' شہزادے نے بات مکمل کی ہی تھی کہ بادشاہ جن اور شاہی جادوگر اُسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

''شہزادہ حضور نے بالکل درست کہا ہے میرے آقا! اس طرح ہم آسانی سے غدّار وزیر اور اُس کے ساتھیوں کو قید کر سکتے ہیں۔'' شاہی جادوگر نے جھک کر کہا۔

بادشاہ جن نے مسکراتے ہوئے اس منصوبے پر عمل کا حکم دے دیا اور شاہی جادوگر اُسی وقت روانہ ہو گیا۔ شہزادے کے بروقت مشورے پر بادشاہ جن اُس کا اور بھی گرویدہ ہو گیا۔ اُس نے حازم جن کو طلب کیا جو اُس کا مشیرِ خاص بھی تھا، اِسی لیے غدار وزیر نے سب سے پہلے اسے اغوا کر کے اُس کی موت کا ڈراما رچایا تھا۔ حازم جن جیسے ہی بادشاہ کے سامنے پہنچا، تو بادشاہ جن نے اُسے طلسمی آئینہ لانے کے لیے کہا۔ دو منٹ کے اندر اندر ایک بڑا سا آئینہ بادشاہ جن کے سامنے پڑا تھا۔ بادشاہ نے اُس پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہو گیا۔ اب اُس پر مختلف منظر اُبھ

رہے تھے۔ پھر ایک دم بادشاہ چونک اُٹھا۔ غدّار وزیر کے ساتھ پرستان کے جادوگر بھی تھے، جنھوں نے اپنے جادو کے زور سے پرستان پر ناجائز قبضہ کر رکھا تھا۔ وہ سب مل کر منتر پڑھ پڑھ کر جادوئی حصار پر پھونکیں مار رہے تھے۔

جادوئی حصار سبز رنگ کی ایک دیوار کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اُن کے پھونک مارنے سے اس میں تھوڑا سا شگاف پیدا ہوتا تھا لیکن اُسی وقت بند ہو جاتا۔ بادشاہ جن فکر مند نظر آ رہا تھا۔ اُس کے سپاہی ابھی تک وہاں نہیں پہنچ سکے تھے۔ شہزادے نے کچھ کہنے کے لیے منھ کھولنا ہی چاہا تھا کہ طلسمی آئینے کا رنگ آگ کی طرح سُرخ ہونے لگا۔ اُس میں سے بجلی کی کڑک کی طرح آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ طلسمی آئینہ ٹوٹنے لگا ہے۔ بجلی اور شعلوں کی کڑک کافی دیر تک چلتی رہی، پھر یک دم چھماکا سا ہوا اور آئینہ تاریک ہوتا چلا گیا۔

طلسمی آئینے پر تاریکی زیادہ دیر نہ رہی۔ اب آہستہ آہستہ اُس پر ستارے سے روشن ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے فکر مند چہرے پر پہلی مرتبہ مسکراہٹ آئی۔ اُس نے لمبی سانس لی اور شہزادے کی طرف دیکھ کر خوشی سے بولا: ''شہزادے! تمھارا یہاں قدم رکھنا ہمارے لیے بہت مبارک ثابت ہو رہا ہے! پہلے ہم صحت کی جانب مائل ہوئے۔ پھر ہمیں غدّاروں کی اصلیت کا علم ہوا، اور اب ہم نے غدّاروں اور اُن کے پرستانی دوستوں کو گرفتار کر لیا ہے۔'' اب دوبارہ طلسمی آئینے کی سکرین پر وہی سبز دیوار نظر آ رہی تھی۔

شاہی جادوگر اور سپاہی ایک بڑے میدان میں جمع تھے۔ غدّار وزیر اور کئی جادوگر جن آتشی رسیوں سے بندھے ہوئے چیخ و پکار کر رہے تھے۔ جادوئی حصار کے اندر اُن کی شیطانی قوتیں ختم ہو چکی تھیں۔ میدان کے ایک

طرف سنہری تخت بچھا ہوا تھا۔ پھر جن بادشاہ، حازم اور شہزادہ اُڑن غالیچے پر اُڑتے ہوئے آئے۔ اُڑن غالیچہ سیدھا سنہری تخت پر اُترا۔ سب سے پہلے بادشاہ نے شاہی جادوگر کی تعریف کی اور اُسے انعام واکرام سے نوازنے کے بعد اُس کو وزیر بنانے کا اعلان کیا۔ شاہی جادوگر تسلیمات بجالایا اور بادشاہ کی بلند اقبالی کے لیے دعا کی۔ جن بادشاہ نے شہزادے کی طرف دیکھ کر پوچھا: ''تمھارے خیال میں ان غدّاروں کی سزا کیا ہونی چاہیے؟'' شہزادے نے ادب سے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت! غدّار کی سزا موت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اِن غدّاروں کو اپنی تمام رعایا کے سامنے موت کی سزا دیں تاکہ آئندہ کسی کو آپ سے غدّاری کرنے کی ہمت نہ ہو سکے۔'' شہزادے کی تجویز بادشاہ جن کو پسند آ گئی۔ اُس نے شاہی جادوگر کو، جو اب وزیر بن چکا تھا، سارے ملک میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ کل غدّار وزیر اور اُس کے ساتھیوں کو سرِعام سزائے موت دی جائے گی۔ ملک کی تمام رعایا اس تقریب میں شریک ہو۔ غدّار وزیر نے رو رو کر معافی طلب کی، لیکن بادشاہ نے غضب ناک نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھ کر اپنا منھ پھیر لیا۔

اگلے دن اُسی میدان میں جنوں کا جمِ غفیر جمع تھا۔ شہزادہ جنوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ میدان کے چاروں طرف سے غدّاروں کے خلاف شور بلند ہو رہا تھا۔ پھر بادشاہ نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے وزیر (شاہی جادوگر) کو حکم دیا کہ سزا کی کارروائی شروع کی جائے۔ اُسی وقت میدان میں موجود جلاّدوں نے غدّاروں کا کام تمام کر دیا اور سارے جن اپنے بادشاہ کے حق میں نعرے لگانے لگے۔ اس خوشی کے موقع پر بادشاہ

جن نے اپنی تمام رعایا کے لیے دعوت کا اعلان کیا جو ایک مہینے تک جاری رہنی تھی۔

عقل مند شہزادہ سوچ رہا تھا کہ دعوت ختم ہوتے ہی وہ اپنے سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ دنیا کی سب سے قیمتی چیز وقت ہے۔ اس لیے یہاں رہ کر وہ اپنا قیمتی وقت عیش و عشرت میں نہیں گزارنا چاہتا تھا لیکن شاید قدرت کو ابھی اُس کی یہاں سے روانگی منظور نہ تھی۔ ایک مہینا ختم ہونے میں ایک دن باقی تھا اور شہزادہ جانے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس وقت ایک اور مسئلہ آ کھڑا ہوا۔ پرستان کے غاصب جادوگروں نے بادشاہ جن کو دھمکی دے ڈالی کہ غدّار وزیر کا علاقہ ہمارے حوالے کر دو، ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ بادشاہ جن بڑھاپے کی وجہ سے اپنے اعصاب پر قابو پانے میں مشکل محسوس کرتا تھا۔ اُسے خطرہ رہتا کہ کہیں کوئی غلط فیصلہ سرزد نہ ہو جائے۔ اس صورت حال میں اُس کی نظریں بار بار شہزادے کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ اُس کا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا اور اس ایک مہینے میں وہ شہزادے سے اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ اُس کے بغیر رہنا مشکل سمجھتا تھا۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا اور شہزادے سے بولا: ''شہزادے! میرا تم پر کوئی زور نہیں ہے اور نہ کوئی زبردستی ہے لیکن تم سے ایک مہینا اور یہاں گزارنے کی درخواست کرتا ہوں!'' بادشاہ جن کے لہجے سے بے بسی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ شہزادے نے نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا کر بادشاہ کی بات کا بھرم رکھتے ہوئے کہا: ''بادشاہ سلامت! میری جان آپ پر قربان! آپ کا حکم سر آنکھوں پر! میں ایک مہینا اور آپ کے پاس رہنے کے لیے بخوشی رضامند ہوں!'' شہزادے کی بات سُن کر بادشاہ خوشی سے کھل اُٹھا: ''مجھے تم سے یہی اُمید تھی! تم نے میری بات کی عزت رکھ کر اپنے آپ کو انمول بنا دیا

ہے! اب مجھے مشورہ دو کہ میں غاصب جادوگروں کو کیا جواب دوں؟'' شہزادہ سر جھکا کر سوچنے لگا، پھر پوچھا: ''آپ یہ بتائیں کہ اُن کے ملک کا رقبہ کتنا ہے؟''

''پرستان ہمارے ملک سے بڑا ہے۔'' وزیر نے بادشاہ جن کے بولنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

پھر شہزادے نے جو مشورہ بادشاہ جن کو دیا، اُسے سن کر بادشاہ ہی نہیں وزیر بھی چونک اُٹھا۔

''میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ غاصب جادوگروں کو غدّار وزیر والا علاقہ دے دیں۔'' شہزادے نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب!'' وزیر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں ہمیشہ کے لیے آپ لوگوں کی جان، غاصب جادوگروں سے چھڑانا چاہتا ہوں۔'' شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بادشاہ جن بھی وضاحت طلب نظروں سے شہزادے کی طرف دیکھ رہا تھا، جیسے وہ کسی شدید اُلجھن کا شکار ہو گیا ہو۔

''لیکن اس طرح تو وہ مزید شیر ہو جائیں گے اور آئے روز اس طرح کے مطالبے کریں گے!'' وزیر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اور اب وہ پہلے سے بھی زیادہ مشکل میں تھا۔

''میں آپ کو تفصیل سے بتاتا ہوں۔ آپ کا ملک پرستان سے چھوٹا ہے۔ غاصب جادوگر پورے پرستان میں پھیلے ہوئے ہیں اور اگر آپ اُن پر حملہ کریں گے تو وہ آپ کے لیے لوہے کے چنے ثابت ہوں گے۔ اگر آپ

غدّار وزیر کا علاقہ انھیں دے دیں گے، تو وہ بڑی تعداد میں خوشی خوشی اُس علاقے میں آ جائیں گے۔ اب ہمیں جنگ کے لیے تیاری کا موقع بھی مل جائے گا اور ہم اُن کو آسانی سے اسی علاقے میں گھیر کر اُن کا صفایا کر دیں گے۔ اس کے بعد پرستان میں بچنے والوں کو شکست دینا مشکل نہیں رہے گا، کیوں کہ پرستان کے لوگ ویسے ہی اُن کے ساتھ نفرت کرتے ہیں۔ وہ کھل کر ہمارا ساتھ دیں گے۔ اس طرح ہمیں پرستان کی حکومت بھی مل جائے گی اور دشمنوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ بھی ہو جائے گا!'' شہزادہ تفصیل بتا کر خاموش ہوا تو بادشاہ اور وزیر، شہزادے کا منصوبہ سن کر ششدر رہ گئے۔

''کیا ایسا بھی ممکن ہے!'' بادشاہ جن نے وزیر کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔

''بالکل میرے آقا! اگر ہم شہزادے کے بتائے ہوئے منصوبے پر عمل کریں تو ہم ہمیشہ کے لیے دشمنوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔'' وزیر نے شہزادے کی بات کی مکمل تائید کی۔

''تو پھر میرا حکم ہے کہ تم اس سارے منصوبے پر ابھی سے عمل شروع کروا دو!'' بادشاہ جن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پھر اُس سے بڑھ کر ہوا، جس کی شہزادے نے پیشن گوئی کی تھی۔ نیا علاقہ ملنے کی خوشی میں سارے کے سارے جن جادوگر وہاں پہنچ گئے اور آپس میں تقسیم پر اُلجھنے لگے۔ وزیر (شاہی جادوگر) کو اس کی امید نہ تھی۔ شہزادے نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُسی وقت حملے کا مشورہ دے دیا۔ اُن کی جانباز فوج نے جادوگر

جنوں کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر چاروں شیا نے چت کر دیا۔ جن بادشاہ کو بھی اتنی جلدی کامیابی کی توقع نہ تھی۔ جب اُسے فتح کی خوش خبری سنائی گئی تو وہ بے انتہا خوش ہوا۔ اُس کی رعایا تک شہزادے کی عقل مندی کی خبریں پہنچ چکی تھیں اور وہ اپنے اُس محسن کو ملنے کے لیے بے چین تھے، جس نے انھیں ایک بڑے خطرے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات دلا دی تھی۔

جن بادشاہ نے دربارِ عام کا اعلان کیا اور ایک مہینے تک جن آ آ کر شہزادے کو ملتے رہے اور اس کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ مہینا گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک دن دربار برخاست ہونے کے بعد بادشاہ جن کی طبیعت پھر بگڑ گئی۔ شاہی طبیبوں نے دوا دینا شروع کر دی۔ اس موقع پر شہزادے نے اجازت لینی مناسب نہ سمجھی۔ وزیر بھی اب زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ وہ پرستان میں اپنی حکومت کے قیام کے لیے کوششوں میں مگن تھا۔ شہزادہ ہر وقت بادشاہ جن کے پاس حاضر رہتا۔ ایک دن بادشاہ نے حازم جن سے کہا کہ شاہی نجومی سے ہماری بیماری کے بارے میں پوچھا جائے۔ حازم جن اُس دن کے بعد نظر نہیں آیا تو بادشاہ نے خود شاہی نجومی کو طلب کر لیا۔ اُس نے جان کی امان طلب کی اور پھر جو کچھ بتایا، وہ سننے کی تاب شہزادے میں نہ تھی۔ جن بادشاہ بڑھاپے کے باوجود شہزادے کو اپنی صحت مندی کے بارے میں دلاسا دینے لگا، لیکن شہزادے نے اُس کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو دیکھ لیے تھے۔ حازم جن بھی بادشاہ کی مرض الموت کی خبر سُن کر غم میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔

وزیر نے بادشاہ کے بارے میں ایسی خبر سُنی تو اُس نے اگلے ہی دن پرستان میں جن بادشاہ کی تاج پوشی کا حکم

دے دیا۔ پرستان کی پریاں، جن بادشاہ کے استقبال کے قطار در قطار کھڑی تھیں۔ پھر انھوں نے ایک اُڑن غالیچے پر جن بادشاہ اور اُس کے ساتھ بیٹھے شہزادے کو دیکھ لیا۔ جب غالیچہ زمین پر اُترا تو وہ ایک آدم زاد کو جن بادشاہ کے ساتھ دیکھ کر ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگیں۔ شہزادہ بڑا ہی خوب صورت تھا اور اُس کے حسن و جمال کے آگے ہر چیز ماند پڑ گئی تھی۔ وزیر جو پہلے ہی پرستان پہنچ گیا تھا، اُس نے بادشاہ اور شہزادے کا استقبال کیا۔ پریوں نے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ جب ہیروں، موتیوں اور سونے سے بنا ہوا تاج بادشاہ کو پہنایا گیا تو اُس نے تھوڑی دیر کے لیے شہزادے کو تخت سے اُتار دیا۔ وزیر بھی اس فیصلے پر حیران تھا اور شہزادے کے دل میں بھی یہ بات کچھ کھٹکنے لگی۔ پھر وزیر اور بادشاہ کے درمیان بات چیت ہونے لگی۔ بہت دیر بعد شہزادے کو تخت پر طلب کیا گیا۔ شہزادے کے تخت پر بیٹھتے ہی بادشاہ اور وزیر نے مل کر شاہی تاج شہزادے کے سر پر رکھ دیا۔ پھر انھوں نے اعلان کیا کہ آج سے پرستان کا بادشاہ ''عقل مند شہزادہ'' ہوگا۔ شہزادہ بادشاہ کی اس دریا دلی پر اُس کے قدموں میں بیٹھ گیا لیکن بادشاہ نے اُسے اُٹھا کر دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔

اب شہزادہ بلا شرکت غیرے، پرستان پر حکومت کرنے لگا۔ اُسے اپنے وطن سے نکلے ہوئے پانچ مہینے گزر چکے تھے۔ وہ جب بھی واپسی کا ارادہ کرتا، تو کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ہو جاتی۔ اب اُس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ ایک جن روتا پیٹتا دربار میں داخل ہوا۔ شہزادہ اُس کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والا حازم جن تھا۔ اُس نے خبر دی کہ بادشاہ جن کا انتقال ہو گیا ہے۔ شہزادہ اُسی وقت حازم جن کے ساتھ بادشاہ جن کی آخری رسومات میں شامل ہونے کے لیے

روانہ ہوگیا۔ بادشاہ جن کی آخری رسومات پندرہ دن تک جاری رہیں۔ پھر شہزادے نے وزیر جادوگر سے اجازت چاہی تو وہ رونے لگ گیا۔ شہزادے نے اُسے صبر کی تلقین کی تو وہ کہنے لگا: ''ہمارا بادشاہ بہت عظیم تھا! جس دن اُس نے آپ کو پرستان کا بادشاہ بنایا تھا، اُس دن وصیت کر دی تھی کہ میرے مرنے کے بعد اس ملک کی بادشاہت بھی آپ کے حوالے کر دی جائے۔ اب بادشاہ کا تخت و تاج آپ کے حوالے ہے۔'' یہ کہہ کر وزیر نے مرحوم بادشاہ جن کا تاج شہزادے کی طرف بڑھا دیا۔

شہزادے نے دونوں ملکوں کی ایک بڑی فوج تیار کی اور خود بھی جنگ کے داؤ پیچ سیکھ کر جنگی مہارت حاصل کر لی۔ اُس نے اپنی رعایا کی خوش حالی کے لیے خزانے کے منہ کھول دیے اور ہر طرف دودھ کی نہریں بہنے لگیں۔ شہزادے کی رعایا اُس پر جان چھڑکنے لگی۔

شہزادے کی واپسی کا وقت قریب آن پہنچا تھا اور جلد ہی اُسے وعدے کے مطابق اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہونا تھا۔ وہ اپنے والد بادشاہ کو اپنی کامیابیوں کے کارنامے سنانے کے لیے بے تاب تھا۔ اُس کے ذہن میں ایک خواہش تڑپ رہی تھی۔ اُسے کئی مہینوں سے اپنے بھائیوں کی یاد ستا رہی تھی۔ پھر اُس کے ذہن میں جھما کا سا ہوا۔ اُس نے تالی بجائی تو وزیر حازم فوراً اندر داخل ہوا۔ شہزادے نے اُسے طلسمی آئینہ لانے کا حکم دیا۔ طلسمی آئینے میں شہزادہ اپنے بھائیوں کی مہمات کو دیکھنا چاہتا تھا۔ حازم جن نے ہاتھ اُوپر کیا تو طلسمی آئینہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ حازم نے آئینہ شہزادے کے سامنے کر دیا۔ اُس کا بھائی ''رحم دل شہزادہ'' سخت مصیبت میں نظر آ رہا تھا، کچھ

لوگ اُس پر برچھیوں سے حملہ کرنے کے لیے تیار تھے اور وہ اُن کے سامنے بے بس کھڑا تھا۔

بادشاہ کی مصیبت

پیارے بچو! اب آپ کو شہزادوں کے اپنے ملک کی بات بتاتے ہیں۔ بادشاہ کے علاوہ شہزادوں کی روانگی کا کسی کو علم نہیں تھا۔ جب بادشاہ کے وزیروں نے شہزادوں کو کئی دن تک نہ دیکھا تو انھوں نے بادشاہ سے پوچھا: ''بادشاہ سلامت! کئی دن سے شہزادے کہیں نظر نہیں آرہے؟'' بادشاہ نے انھیں بتایا: ''شہزادے دوسرے ملکوں کی سیر کے لیے گئے ہوئے ہیں اور جلد ہی اُن کی واپسی ہوگی۔'' بادشاہ کا جواب سُن کر وہ چُپ ہو گئے۔

جب پورا مہینہ گزر گیا اور شہزادوں کی واپسی نہ ہوئی تو محل میں طرح طرح کی چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔ کوئی کہتا کہ شہزادے بادشاہ سے خفا ہو کر ہمیشہ کے لیے ملک سے چلے گئے ہیں۔ کسی نے مشہور کر دیا کہ بادشاہ نے شہزادوں سے ناراض ہو کر انھیں ملک بدر کر دیا ہے۔ کچھ جھوٹے لوگوں نے تو شہزادوں کے قتل ہونے کی افواہیں پھیلا دیں۔ پھر یہ افواہیں پورے ملک میں پھیلنے لگیں تو بادشاہ پریشان ہو گیا۔ اُس نے وزیرِ اعظم کو بلایا اور اُسے بتایا کہ شہزادے چھے مہینے کے بعد واپس آجائیں گے لیکن کسی نے بادشاہ کی بات کا اعتبار نہیں کیا، کیوں کہ اس اعلان سے پہلے افواہوں نے اپنا کام کر دیا تھا۔

وزیرِ اعظم نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا منصوبہ بنالیا۔ ایک رات اُس نے اپنے بااعتماد ساتھیوں کو اپنے محل میں جمع کیا۔ جب تمام ساتھی اکٹھے ہو گئے تو اُس نے کہا: ''میں آپ لوگوں کے ساتھ جو بات کرنے والا

ہوں، وہ انتہائی اہم ہے۔ اس بات کی خبر اس محل سے باہر نہیں جانی چاہیے۔'' تمام لوگوں نے اس بات کو راز میں رکھنے کا عہد کیا۔ یہ سب لوگ کسی نہ کسی طرح بادشاہ کی حکومت میں شامل تھے۔ وزیرِ اعظم دوبارہ بولا: ''جیسا کہ آپ سب لوگوں کو علم ہے، بادشاہ نے تینوں شہزادوں کو قتل کروا دیا ہے یا انھیں کہیں دور بھیج دیا ہے تا کہ وہ مزے سے سارے ملک پر حکومت کر سکے۔ اگر بادشاہ اسی طرح ملک پر حکومت کرتا رہا تو ہمارا نمبر کبھی نہیں آئے گا۔'' وزیرِ اعظم کی باتیں سُن کر سب لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر اُس کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ وزیرِ اعظم نے اپنی بات جاری رکھی: ''میں نے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے فیصلہ کیا ہے اور آپ کو بھی اس فیصلے میں شامل کرتا ہوں کہ اب ہم بادشاہ کا تختہ اُلٹ کر اُس کی حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ کیا آپ سب میرا ساتھ دیں گے؟'' سب لوگ اُس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اِن غدّاروں کے چہروں پر بڑے عہدوں کی لالچ میں چمک پیدا ہونے لگی لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ اس اجتماع میں بادشاہ اور شہزادوں کا ایک وفادار، خدمت گار کے رُوپ میں کھانا اور پانی لوگوں کے سامنے رکھ رہا ہے۔ وہ بہ ظاہر اس ساری کارروائی سے لاتعلق تھا لیکن اُس کے کان وزیرِ اعظم کی ایک ایک بات پر لگے ہوئے تھے۔

وزیرِ اعظم نے ایک ہفتے کے اندر اندر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اب وہ اپنے آپ کو ملک کا بادشاہ تصور کرنے لگا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو شہزادوں جیسا لباس پہنا دیا اور درزی کو اپنے لیے قیمتی شاہی لباس کی تیاری کا حکم دے دیا۔ وزیرِ اعظم کے ساتھی بھی اسی کی طرح بڑھ چڑھ کر تیاریاں کر رہے تھے۔ انھوں نے

اس کام کے لیے جمعہ کا دن منتخب کیا۔ پھر جب سب لوگ جمعہ کی نماز میں مصروف تھے، تو اِن لوگوں نے بادشاہ کے محل پر دھاوا بول دیا مگر انھیں یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی کہ بادشاہ اور ملکہ محل سے غائب تھے۔ وزیرِاعظم نے تخت پر بیٹھ کر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ پھر اُس نے سارے غدّاروں میں عہدے اور مال و دولت کی تقسیم شروع کر دی۔ اُس نے سارے ملک میں بادشاہ کے فرار ہونے کا اعلان کر دیا۔

بادشاہ جو بہت عقل مند، رحم دل اور بہادر تھا، اُس نے اپنے خاص خاص وفاداروں کو پہلے ہی سے ایسے وزیروں کے گھروں میں تعینات کر رکھا تھا۔ اُس کے وفادار نے اُسی وقت وزیرِاعظم کی بغاوت کی خبر بادشاہ کو پہنچا دی تھی۔ بادشاہ کو کئی اور ذرائع سے اس طرح کی خبریں موصول ہو رہی تھیں، لیکن وہ اِن کا توڑ کرنے سے معذور تھا۔ اس کی فوج کا سپہ سالار بھی وزیرِاعظم کا رشتے دار تھا۔ اس لیے بادشاہ فوج کو بھی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اُس نے فیصلہ کیا کہ ابھی شہزادوں کی واپسی میں پانچ مہینے باقی ہیں، شہزادے بہادر اور عقلمند ہیں، وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹیں گے۔ اس دوران میں وہ اپنی ملکہ کے ساتھ کسی جنگل کا رُخ کرے گا اور جیسے تیسے پانچ مہینے پُورے کرے گا۔ اُس نے ملکہ کے علاوہ کسی شخص کو اپنے منصوبے سے متعلق کچھ بھی نہ بتایا۔ پھر جمعرات کی رات وہ محل کو چھوڑ کر اپنے ملک کی سرحد کے قریب ایک جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں اُس نے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا لی اور گزر بسر کرنے کے لیے چند بکریاں خرید کر چرواہے کا رُوپ دھار لیا۔ وہ کبھی لکڑیاں کاٹ کر انھیں بیچنے کے لیے شہر لے جاتا۔ اب اُسے شدت کے ساتھ چھے مہینے گزرنے کا انتظار تھا۔

رحم دل شہزادہ: آگ کے دریا میں

رحم دل شہزادہ، رابیل کی محل نما حویلی کے سجے سجائے کمرے میں سویا ہوا تھا، جب آدھی رات کے وقت اُسے بیرونی دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی تھی۔ اُس نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔ باہر چادر میں ملبوس ایک شخص کھڑا تھا۔ وہ شہزادے کے قریب آ کر اُس کے کان میں بولا: ''آپ یہاں سے اسی وقت نکل جائیں، میں بھی حویلی سے فرار ہو رہا ہوں۔ جانا چاہتے ہیں تو اسی وقت فیصلہ کریں، دونوں کو ایک دوسرے کا سہارا رہے گا!'' شہزادہ سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کرے؟ یہاں سے بے سروسامانی کی حالت میں اس شخص کے ساتھ چل پڑنا کوئی عقل مندی کی بات نہیں تھی۔ شہزادہ فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ اُس نے باہر کھڑے آدمی کو اندر آنے کے لیے کہا تو وہ خاموشی سے اندر آ گیا۔ دونوں آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔ شہزادے نے اُسے کہا کہ تم گودام میں چھپ جاؤ، میں تھوڑی دیر بعد تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔ وہ شخص کمرے کے اندر بنے ہوئے چھوٹے سے گودام میں گھس گیا، جہاں غیر ضروری سامان پڑا ہوا تھا۔ شہزادے نے چپکے سے دروازے کو باہر سے کُنڈی چڑھا دی۔

شہزادہ کمرے سے باہر نکلا، تو وہاں کوئی پہرے دار موجود نہ تھا۔ اُس نے ساتھ بنے ہوئے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ وہی بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی تلوار لیے باہر نکلا، جس نے قاتل ڈاکو کے کان کاٹے تھے۔ شہزادے نے اُس سے پوچھا کہ اس وقت حویلی کا مالک کہاں ہے؟ پہلے تو اُسے شہزادے کی دماغی حالت پر شک گزرا، پھر کہنے لگا کہ یہاں کا مالک ''رابیل'' ہے، جو کئی ریاستوں کا مالک ہے۔ وہ کل یہاں آئے گا۔ اس

وقت اُس کا نمائندہ ''جوشی'' یہاں موجود ہے۔'' شہزادے نے کہا: ''مجھے جلدی سے جوشی سے ملواؤ، بہت ضروری کام ہے۔'' وہ شخص شہزادے کو پکڑ کر جوشی کے کمرے کی طرف چل دیا۔ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں یہ تاجر (شہزادہ) بھاگ نہ جائے۔ جوشی سخت نیند میں تھا اور اُسے نیند سے بیدار ہونا اچھا نہیں لگا تھا۔ اُس نے تاجر کو اس وقت اپنے سامنے دیکھ کر پوچھا: ''کیا مصیبت آ گئی ہے؟'' شہزادہ ادب سے بولا: ''جناب! میرے کمرے کے باہر ایک آدمی دستک دے رہا تھا، میں نے دروازہ کھولا تو وہ مجھے یہاں سے فرار کے لیے اُکسانے لگا۔ میں نے اُسے کمرے کے گودام میں بند کر رکھا ہے۔'' پہلے تو جوشی کو شہزادے کی باتوں پر یقین نہ آیا، لیکن جب وہ شہزادے کے ساتھ کمرے میں آئے تو وہاں واقعی ایک آدمی کو قید میں دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ مونچھوں والے آدمی نے اُسے باندھ کر ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا اور جوشی نے شہزادے کو آرام کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے کی راہ لی۔

اگلے دن ''رابیل'' اپنی اس محل نما حویلی میں پہنچ چکا تھا، جہاں شہزادہ تاجر کے رُوپ میں موجود تھا۔ دوپہر کے وقت رابیل کے آدمی شہزادے کو بلانے آگئے۔ رابیل ایک بڑے کمرے میں آرام دہ تخت پر نیم دراز تھا۔ اس نے شہزادے کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔ اسی وقت وہی شخص کمرے میں داخل ہوا جسے شہزادے نے گرفتار کروایا تھا۔ شہزادہ اسے دیکھ کر ایک دم کھڑا ہو گیا: ''یہ۔۔۔ یہ تو وہی شخص ہے جناب!'' شہزادے کا جملہ رابیل نے مکمل کیا: ''بیٹھ جاؤ تاجر! یہ ہمارا آدمی ہے اور ہم نے تمھیں آزمانے کے لیے

یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔'' شہزادہ عجیب سی نظروں سے رابیل کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ بیٹھ گیا اور وہ آدمی مسکرا کر رہ گیا۔ اُس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی خشک میوہ جات کی پلیٹ شہزادے کے سامنے رکھی اور رابیل کا اشارہ پا کر کمرے سے نکل گیا۔ ''اب رابیل اُٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ ''ہم نے تمھارا نام تو پوچھا ہی نہیں؟'' رابیل نے بات چیت کی ابتدا کرتے ہوئے کہا۔ ''میرا نام عظیم البرکت ہے جناب!'' شہزادے نے اپنا اصل نام بتایا۔ ''چلو اب کام کی بات ہو جائے!'' رابیل دوبارہ بولا تو شہزادہ اُس کی باتیں غور سے سننے لگا۔

رابیل اپنی ریاست کا راجا تھا۔ اُس کی ریاست بہت بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اُس نے شہزادے کو بتایا: ''شام کے وقت میں اپنی ریاست کی طرف روانہ ہوں گا۔ تمھیں بھی میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ ایک امتحان میں تو تم کامیاب ہو چکے ہو لیکن تمھاری آزمائش جاری رہے گی۔ میں دھوکا دینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ بس اب تم جاؤ اور سفر کی تیاری کرو!'' یہ کہہ کر رابیل دوبارہ نیم دراز ہو گیا اور شہزادہ اُٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔ کمرے کے باہر وہی شخص کھڑا تھا جسے شہزادے نے قید کر دیا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا شہزادے کے ساتھ چل پڑا۔ وہ شخص رابیل کا خصوصی مشیر تھا اور ریاست کے کاموں میں اُس کا گہرا عمل دخل تھا۔ وہ کافی دیر شہزادے کے پاس بیٹھا رہا اور اُسے اپنی ریاست کے بارے میں بتاتا رہا۔ شہزادے کا ریاست کو دیکھنے کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ اتنا خوش حال اور پرسکون تو اُس کا اپنا ملک بھی نہیں تھا، جتنا یہ لوگ اپنی ریاست کے بارے میں بتا رہے تھے۔ پہلے تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بادشاہ اور وزیر اپنے ملکوں کے بارے میں اسی طرح کی باتیں کرتے ہیں، کیوں کہ انھیں عام لوگوں کے مسائل کا علم

نہیں ہوتا۔ مگر یہ لوگ جس تواتر سے اپنی ریاست کی مثالیں دے رہے تھے، وہ حیران کن بات تھی۔ یہی سوچتے سوچتے شام سر پر آ پہنچی۔

وہی آدمی شہزادے کو روانگی کے بارے میں بتانے آیا۔ شہزادہ پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ محل سے باہر ایک چھوٹا سا قافلہ تیار کھڑا تھا۔ دس بڑے بڑے اُونٹوں پر بیٹھنے کا اہتمام کیا گیا تھا اور ہر اُونٹ کے پاس دو آدمی کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رابیل بھی محل کے دروازے سے برآمد ہوا۔ وہ ایک سفید رنگ کے بہترین اُونٹ پر سوار تھا اور اُس کے پیچھے غلاموں کا ایک چھوٹا سا لشکر تھا۔ رابیل کے محل سے نکلتے ہی سب لوگ اونٹوں پر سوار ہو گئے اور یہ قافلہ اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔ رابیل کا اُونٹ درمیان میں تھا، جس کے چاروں طرف غلاموں کی سواریاں تھیں۔ شہزادہ، رابیل کے اُونٹ سے دور تھا۔ اب اُس نے شہزادے پر توجہ دینا چھوڑ دی تھی اور بڑی شان سے اپنے اُونٹ پر براجمان تھا۔ یہ قافلہ ساری رات چلتا رہا، چودہ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ صحرا کے ایک ایسے حصے میں پہنچ چکے تھے، جہاں تھوڑے بہت درخت اور گھاس اُگی ہوئی تھی۔ انھوں نے درختوں کے درمیان خیمے لگا دیے اور ناشتے کا اہتمام شروع ہو گیا۔ خیموں کے باہر غلام سارے معاملات سلجھانے میں مصروف تھے۔

دن کے وقت صحرا میں سفر کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے۔ سورج نکلنے کے بعد ریت والے طوفانی جھکڑ چلتے ہیں۔ گرم ریت جب چہرے پر پڑتی ہے تو چہرہ جلنے لگتا ہے۔ ریت کے ٹیلے اپنی جگہیں تبدیل کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے انجان مسافر صحراؤں میں بھٹک کر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رابیل نے بڑی

ذہانت سے سفر کے لیے وقت کا خصوصی خیال رکھا تھا۔ جب صحرائی ریت آگ بن کر تپنے لگی تو یہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں آرام کر رہے تھے اور جانور گھاس چرنے میں مصروف تھے۔ شام کے وقت دوبارہ سفر کا آغاز ہو گیا۔ اُدھر سورج مغربی اُفق سے غائب ہوا، اِدھر یہ قافلہ چل پڑا۔ آج سفر کے دوران یہ تبدیلی محسوس ہوئی کہ اونٹوں کے قدم اتنی تیزی سے اُٹھ رہے تھے، جیسے وہ ہوا میں اُڑتے چلے جا رہے ہوں۔ دن کو آرام کرنے کی وجہ سے رات کو سب لوگ تازہ دم تھے، لیکن اب اُن کی آنکھیں خود بخود بند ہو رہی تھیں۔ شہزادے پر بھی غنودگی طاری ہوئی لیکن وہ مکمل طور پر نہ سو سکا۔ پھر اُونٹ فضا میں بلند ہوتے دکھائی دیے اور گانے بجانے کی آوازیں آنے لگیں، جس کے میٹھے میٹھے سُر ساری فضا میں پھیل کر سفر کو یادگار بنا رہے تھے۔ شہزادہ اس سفر سے بہت لطف اندوز ہو رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سفر کے اختتام پر رابیل سے اُونٹوں کے اُڑنے کا راز ضرور پوچھے گا۔ دوسرے دن کی صبح ہوتے ہوتے صحرا ختم ہو گیا اور درختوں کے جھنڈ نظر آنے شروع ہو گئے۔ اُونٹوں کے قدموں نے دوبارہ زمین کو چھوا اور اُن کی رفتار دھیمی ہونے لگی۔ اب شہزادہ پوری طرح تازہ دم تھا اور باقی لوگ بھی غنودگی کی حالت سے نکل چکے تھے۔ غلام خوشی کے گیت گانے لگے۔

جلد ہی قافلہ آبادیوں میں داخل ہو گیا۔ یہاں ہر طرف بڑے بڑے محل نما مکان پھیلے ہوئے تھے۔ وہ اینٹوں کے بجائے قیمتی پتھروں سے بنے ہوئے تھے۔ محلات کے بڑے بڑے دروازے دھوپ میں چمک رہے تھے۔ محلات کے گرد درخت اور باغات نظر آتے تھے، جن پر عجیب عجیب رنگ کے پھل لگے ہوئے تھے۔ یہ سب دیکھ کر

شہزادہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ رابیل کا محل سب سے بڑا تھا۔ شہزادے کو محل کے ایک کمرے میں ٹھہرا دیا گیا۔ یہاں اُسے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کے لیے ایسی ایسی سہولتیں ملیں، جن کا اُس نے اپنی زندگی میں تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ایک دن رابیل نے شہزادے کو طلب کیا۔ شہزادہ اُس کے پاس پہنچا تو وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ شہزادے کے پہنچتے ہی وہ بولا: ''جوان! اب تمھارے امتحان کا وقت آ پہنچا ہے۔'' شہزادے نے ادب سے کہا: ''میں ہر امتحان کے لیے تیار ہوں!'' رابیل نے شہزادے کو تفصیلات بتانی شروع کر دیں، جنھیں سن کر وہ دنگ رہ گیا۔ اصل میں رابیل جادوگروں کی ریاست کا راجا تھا۔ یہاں بنے ہوئے تمام محلات اور باغات آنکھوں کا دھوکا تھے اور جادو کے ذریعے بنائے گئے تھے۔ اس ریاست میں بڑے نامی گرامی جادوگر رہتے تھے۔ پھر ایک طاقت ور جن نے رابیل کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اُس نے اپنے جادوگروں سے مدد لی، لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ جادوگروں نے اس کی وجہ یہ بتائی، کہ جن کی جان ایک کالے ناگ میں ہے۔ یہ ناگ بہت دور سات سمندر پار پہاڑوں کے اندر ایک تاریک غار میں ہے۔ غار کے چاروں طرف دلدل ہے اور دلدل سے پہلے آگ کا دریا ہے۔ اس آگ کے دریا کو چاروں طرف سے حفاظتی حصار سے محفوظ کر دیا گیا۔ حفاظتی حصار کی وجہ سے کوئی جادوگر یا جن اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ جس نے بھی کوشش کی، وہ جل کر بھسم ہو گیا۔ صرف کوئی انسان ہی اس ناگ تک پہنچ سکتا ہے اور انسان بھی وہ، جو جادو نہ جانتا ہو! رابیل نے شہزادے کو لالچ دی کہ اگر وہ اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو اُسے بے حد و حساب مال و دولت سے نوازا جائے گا۔ شہزادے نے رابیل کی باتوں میں آ کر اس مہم کو سر

کرنے کی حامی بھرلی۔ رابیل کے جادوگروں نے پل بھر میں شہزادے کو سات سمندر پار پہنچا دیا اور خود واپس آ گئے۔ ''جن'' کو شہزادے کے آنے کی خبر نہ تھی۔ وہ اپنے حفاظتی اقدامات کی وجہ سے بے فکر تھا۔ اب شہزادے کو آگ کا دریا سامنے نظر آ رہا تھا، جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ مگر جس حصار کا ذکر رابیل نے کیا تھا، وہ کہیں دکھائی نہ دیا۔ شہزادے نے آزمانے کے لیے ایک پتھر اُٹھا کر آگ پر پھینکا۔ پتھر ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ آگ کی طرف گیا اور آگ میں پہنچنے سے پہلے ہی ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گر گیا۔ پھر شہزادے نے ایک لکڑی پھینکی، جو اسی وقت جل گئی۔ شہزادے کی سمجھ میں کوئی ترکیب نہ آ رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اللہ سے مدد طلب کرنے لگا۔ اسی وقت اُسے ایک آواز سنائی دی۔ شہزادے نے مڑ کر دیکھا تو ایک بزرگ اُس سے کچھ دور کھڑے مسکرا رہے تھے۔ شہزادے نے اس ویرانے میں بزرگ کو دیکھا تو اس کی ہمت بندھی۔ بزرگ اُس سے کہہ رہے تھے: ''شہزادے! گھبراؤ نہیں، میں تمھیں ایک تلوار دے رہا ہوں۔ اللہ کا نام لے کر اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ و اور آگ کے دریا میں داخل ہو جاؤ! مگر میری ایک بات یاد رکھو! جس طرح ناگ والا جن ظالم ہے، اسی طرح رابیل بھی ظالم بادشاہ ہے۔ تم نے اُس کا بھی خاتمہ کرنا ہے! فی امان اللہ!'' یہ کہہ کر بزرگ غائب ہو گئے اور تلوار شہزادے کے ہاتھ میں آ گئی۔ اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ کا نام لے کر آگ کے دریا کی طرف بڑھ گیا۔

جوں ہی تلوار حفاظتی حصار سے ٹکرائی، تو ہر طرف دھماکے ہونے لگے۔ شہزادے نے اپنے قدم نہ روکے اور آگ کے دریا میں قدم رکھ دیا۔ آگ کے شعلوں سے رونے، چیخنے اور بین کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ شہزادے

نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور تیزی سے چلتا جا رہا تھا۔ آگ کا دریا عبور کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا۔ اب اُس کے سامنے بڑے بڑے ہیبت ناک کالے پہاڑ تھے، جن سے پہلے کئی میل لمبی دلدل تھی۔ دلدل سے سفید دھواں اُٹھ رہا تھا اور اس کی تپش شہزادے کو محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے پھر اللہ کو یاد کیا اور دلدل میں کود گیا۔ سفید دھواں زرد ہونے لگا، پھر اُس کا رنگ سُرخ ہو گیا اور شہزادے کو دکھائی دینا بند ہونے لگا۔ اُس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ دلدل کے اُوپر اس طرح چل رہا تھا، جیسے زمین پر چلا جاتا ہے۔ پہاڑوں تک پہنچنے کا سفر طے کرتے کرتے ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ اب شہزادے کو کالے ناگ والا غار تلاش کرنا تھا۔ تھکن سے اُس کا برا حال تھا۔ اس وقت اُس نے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تلوار شہزادے کے دائیں ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ اُسے اپنے کانوں میں انھی بزرگ کی آواز سنائی دی: ''شہزادے! آنکھیں بند کر کے سیدھے چلتے رہو۔ ہزار قدم کے بعد تم ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہو گے۔ چوٹی پر تلوار سے ضرب لگاؤ گے، تو غار نمودار ہو جائے گا۔'' شہزادے نے بزرگ کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے ایک ہزار قدم چل کر آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر پایا۔ اندھیرے کی وجہ سے تلوار میں زیادہ چمک آ گئی تھی، جس کی روشنی میں اُس نے چوٹی پر ضرب لگائی۔ اس کے ضرب لگاتے ہی پہاڑ اپنی جگہ سے سرکنے لگا اور ایک بڑا غار نمودار ہو گیا۔ غار کے اندر سے ناگ کی خوف ناک پھنکار سنائی دے رہی تھی۔ اس پھنکار سے پورا غار کانپ رہا تھا۔ غار کے اندھیرے میں صرف ناگ کی موٹی موٹی سرخ آنکھیں چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ غار کے کانپنے سے شہزادے کو اپنا توازن برقرار رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ تلوار اُوپر نیچے حرکت کر رہی

تھی اور اُسے سنبھالنا ضروری تھا۔شہزادے نے تلوار پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ ناگ نے شہزادے کو دیکھ کر اپنا پھن پھیلا لیا اور اس پر حملے کے لیے تیار ہو گیا۔شہزادے نے تلوار آگے کر رکھی تھی۔ ناگ نے ایک جست لگائی اور شہزادے کو اپنے ساتھ لیتا ہوا غار سے باہر آ گرا۔ اُس کی موٹی دم شہزادے کے جسم کے ساتھ لپٹنی شروع ہو گئی۔شہزادے کی دونوں ٹانگیں ناگ کی گرفت میں آ چکی تھیں۔ اُس نے بڑی آسانی سے شہزادے کو زمین سے اُٹھا لیا اور رینگتا ہوا دوبارہ غار میں داخل ہو گیا۔شہزادے کا نچلا دھڑ مکمل طور پر ناگ کے قابو میں تھا۔ناگ نے حملہ کرتے وقت شہزادے کو سنبھلنے کا موقع تک نہ دیا تھا۔ناگ نے اسے غار کے اندر لا کر زور سے زمین پر پٹخا تو تلوار اُس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔تلوار کے بغیر وہ بالکل بے کار ہو چکا تھا۔

بہادر شہزادے کا نیا امتحان

بہادر شہزادہ چاروں طرف سے لوگوں کے نرغے میں تھا، جن کے تیور خطرناک معلوم ہوتے تھے۔اسی وقت ایک طرف سے ایک بلند قامت آدمی نمودار ہوا، جسے دیکھتے ہی لوگوں نے اُس کے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ سیدھا شہزادے کے پاس آ کر رُک گیا۔اُس کے ہاتھ میں بڑا سا خنجر تھا۔ مردہ ریچھ کو دیکھ کر وہ شش و پنج میں پڑ گیا تھا کہ میں اجنبی کو دوست سمجھوں یا دشمن؟ پھر وہ تحکمانہ لہجے میں بولا: ”تم کون ہو اور رات کے اس وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“

”میں یہاں اپنی بستی کے لوگوں کو چھڑانے آیا ہوں، جنھیں تم نے اپنے پاس قید کر رکھا ہے۔“ شہزادے نے

اپنی تلوار کو مردہ ریچھ کی کھال سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ہمارے دشمن ہو!'' اُسی آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں! ایسا نہیں ہے۔ میں تمھیں نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔'' شہزادے نے صلح جوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاہاہا۔۔۔تم ہمیں کیا نقصان پہنچاؤ گے۔۔۔ہم نے تمھارے جیسے کئی چوہوں کو شکست دی ہے۔'' آدمی نے تحقیر آمیز لہجے میں شہزادے کی طرف دیکھ کر کہا۔

''دیکھیں! آپ جو کوئی ہیں، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ بس میری بستی کے لوگوں کو رہا کر دیں، تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا!'' شہزادے نے دلیری سے اپنا ایک پاؤں مردہ ریچھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ سارے لوگ بڑی توجہ سے دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔

''میں یہاں کا سردار ہوں، شاید تمھیں میرے بارے میں کسی نے نہیں بتایا!'' سردار نے خنجر پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا تو شہزادے نے بھی تلوار سیدھی کر لی۔

''میں جانتا ہوں کہ تم ایک ظالم انسان ہو، لیکن تمھاری خیر اسی میں ہے کہ میرے ساتھ تعاون کرو!''

سردار، شہزادے کی باتیں سن کر تلملا اُٹھا: ''تمھاری یہ جرأت کہ مجھے للکارو!'' یہ کہہ کر سردار نے شہزادے کے دل کا نشانہ لے کر اپنا خنجر زور سے اُس کی طرف اُچھال دیا۔

شہزادہ پہلے سے اس حملے کے لیے تیار تھا۔ وہ فوراً نیچے بیٹھ گیا اور خنجر سیدھا پیچھے کھڑے شخص کے سینے میں اُتر گیا۔ اُس کی خوف ناک چیخ سے فضا گونج اُٹھی اور وہ نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ سردار اپنے حملے کو خطا ہوتے دیکھ کر بپھر گیا اور ایک شخص سے تلوار لے کر دوبارہ شہزادے کی طرف بڑھا۔ اُس کا پہلا وار بڑا سخت تھا۔ شہزادے نے اپنی تلوار پر اُس کے وار کو روکا، جس سے دونوں تلواریں ٹکرانے کی آواز بلند ہوئی۔ شہزادے نے چیخ کر کہا: ''میں تمھیں مارنا نہیں چاہتا، میری بات سُن لو!'' لیکن بپھرا ہوا سردار شہزادے پر تابڑتوڑ حملے کرنے لگا۔ سارے لوگ پیچھے ہٹ کر یہ مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ انھیں اپنے سردار کی فتح کا یقین تھا، اس لیے کسی نے اس لڑائی میں مداخلت کرنی ضروری نہ سمجھی۔ شہزادے نے ابھی تک سردار پر حملہ نہیں کیا تھا، جس کی وجہ سے سردار سمجھ رہا تھا کہ وہ حملہ کرنا نہیں جانتا۔ پھر شہزادے نے للکار کر کہا: ''سردار اب سنبھلو! لگتا ہے تمھارا آخری وقت آگیا ہے۔'' یہ کہہ کر شہزادے نے تلوار کے ایک ہی وار سے اُس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سردار کی تڑپتی ہوئی لاش دیکھ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سردار کے دونوں بیٹے اپنی اپنی تلواریں کھینچ کر مقابلے کے لیے آگے بڑھے۔ پہلے تو شہزادے نے انھیں بھی بڑا سمجھایا، مگر اپنے باپ کی موت کے بعد وہ سخت غصے میں تھے۔ آخر کار اُن کا بھی وہی حشر ہوا، جو تھوڑی دیر پہلے اُن کے باپ کا ہوا تھا۔ اب لوگوں میں شہزادے کا خوف پیدا ہونے لگا۔ شہزادے نے دوبارہ اپنی تلوار کو ریچھ کی کھال سے صاف کیا اور بولا: ''میں اب بھی تم لوگوں سے کہتا ہوں، قیدیوں کو رہا کر دو!''

ایک بوڑھا شخص آگے بڑھا: ''بیٹے! ہم قیدیوں کو تمھارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں! تم نے ہمیں ظالم

سردار اور اُس کے بیٹوں سے نجات دلا کر ہم پر احسان کیا ہے۔''

اتنی دیر میں چند اور لوگ بھی شہزادے کے نزدیک آ گئے اور باقی تماشا دیکھنے لگے۔

شہزادہ پوری طرح چوکنا تھا۔ اُس نے کہا: ''سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے جائیں۔ صرف یہ بوڑھا میرے ساتھ قید خانے تک جائے گا۔'' سب لوگ آپس میں باتیں کرتے ہوئے گھروں کی طرف چل پڑے اور صرف بوڑھا آدمی شہزادے کے پاس رہ گیا۔ شہزادہ اسے اپنے ساتھ لے کر بستی سے باہر آیا، جہاں اُس کا گھوڑا اور قیدیوں کی بستی کا نوجوان موجود تھے۔ شہزادے نے سارا واقعہ اُسے سنایا تو اُس کے چہرے پر خوشی پھیل گئی۔ بوڑھا انھیں ساتھ لے کر ایک غار کی طرف روانہ ہو گیا۔

غار کے سامنے چار پہرے دار اپنے ہاتھوں میں تلواریں لیے ہوشیار کھڑے تھے۔ ان لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اُن میں سے ایک دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا: ''کیا بات ہے! یہ لوگ کون ہیں؟'' اُس نے بوڑھے کو پہچان کر سوال کیا۔ بوڑھے نے سردار اور اس کے بیٹوں کی موت کے بارے میں سب کچھ بتایا اور قیدیوں کو فوراً رہا کرنے کا حکم دیا، لیکن اُسے یقین نہ آیا۔ اس نے تلوار سیدھی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مدد کے لیے بلایا، تو وہ دوڑتے چلے آئے: ''تم نے ہمیشہ سردار کی مخالفت کی ہے، ہم تمھاری بات پر کیسے یقین کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہم انھیں چھوڑ دیں اور اس جرم میں سردار ہمیں قتل کر دے؟'' وہ تلوار سونت کر بوڑھے کے سامنے آ گیا تو شہزادے کو مداخلت کرنی پڑی: ''پیچھے ہٹ کر بات کرو! یہ جو کچھ کہہ رہا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر تم آرام سے نہیں مانتے تو

تمھارے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا پڑے گا!'' شہزادے نے کڑک کر کہا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چاروں نے شہزادے کو گھیر لیا۔ قیدیوں کی بستی کا نوجوان ڈرتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا اور بوڑھا بھی ایک طرف ہو گیا۔ شہزادے نے اپنا وقت ضایع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اُس نے انھیں قتل کرنے کے بجائے زخمی کر دیا۔ چاروں پہرے داروں کو اُٹھا کر غار کے سامنے لایا گیا اور بوڑھے نے اُن کی مرہم پٹی کر دی۔ اس کے بعد غار کے سامنے سے رکاوٹیں ہٹا کر قیدیوں کو باہر نکالا جانے لگا۔ تمام قیدی پہلے تو حیران و پریشان ڈرتے ڈرتے باہر آئے، لیکن اُن کی بستی کے نوجوان نے شہزادے کی بہادری کا تمام واقعہ ان کو سنایا، جو پل بھر میں ایک دوسرے کی زبانی سب کو معلوم ہو گیا، تو وہ خوشی سے رقص کرنے لگے۔ ظالم سردار کی موت اُن کے لیے نئی زندگی سے کم نہ تھی۔ انھوں نے شہزادے کو کندھے پر اُٹھا لیا اور اپنی بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہزادے نے بوڑھے اور زخمی پہرے داروں کو اُن کی بستی کی طرف چلنے کا حکم دے دیا تھا، تا کہ وہ اپنے نئے سردار کا انتخاب کر سکیں۔

قیدیوں نے اپنی بستی میں پہنچ کر پہلے تین دن خوب جشن منایا اور شہزادے کو اپنا سردار بنانے کا اعلان کر دیا۔ شہزادہ سب سے پہلے انھیں اسی پرانی بستی لے گیا، جسے سردار کے خوف سے چھوڑ کر وہ لوگ یہاں آ بسے تھے۔ سب لوگوں نے نئے سرے سے بستی کی تعمیر کی۔ بستی کے چاروں طرف وسیع زمینیں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ شہزادے نے اپنے ساتھ لائے ہوئے قیمتی پتھروں کو بیچ کر دوسری بستیوں سے جانور اور غلہ وغیرہ منگوائے۔ اس کے بعد شہزادے نے اُن کو کاشت کے طریقے سکھائے۔ چند ہفتوں بعد بستی کے گرد پھیلی ہوئی زمینیں مختلف فصلوں سے

لہلہا رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ بستی کے لوگ خوش حال اور صحت مند ہونے لگے۔ اس دوران میں شہزادے نے نوجوانوں کی ایک فوج تیار کر لی، جو ہتھیاروں سے لیس تھی۔ اُس نے انھیں جنگ کے طریقے سکھا کر بہادر اور طاقت ور بنا دیا تھا۔

ایک دن شہزادہ اپنے فوجیوں کو تربیت دے رہا تھا کہ اُسی بستی کا وہی بوڑھا ہانپتا کانپتا آ پہنچا، جن سے شہزادے نے قید لوگوں کو چھڑایا تھا۔ بوڑھا بہت تھکا ہوا تھا اور اُس سے بولنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک نوجوان نے اُسے پانی پلایا تو اس کے حواس قابو میں آئے۔ اس نے شہزادے کو بتایا کہ دو بستیوں کے لوگوں نے مل کر ہماری بستی پر حملہ کیا ہے اور لوٹ مار کر کے سب کچھ لے گئے ہیں۔ میری تجویز پر ہماری بستی کے سردار نے مجھے تمھارے پاس مدد حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہے، تا کہ ہم اُن ظالموں سے بدلہ لے سکیں۔ شہزادے نے اپنی بستی کے چند بڑے لوگوں کو مشورے کے لیے بلایا۔ انھوں نے شہزادے کو مشورہ دیا کہ ان کی مدد کے لیے کچھ شرائط رکھی جائیں، تا کہ ہمیں بھی فائدہ حاصل ہو۔ سب سے بڑی شرط یہ تھی، کہ وہ اپنی بستی کے گرد پھیلی ہوئی بے کار زمینیں ہمیں دیں گے۔ اس کے علاوہ اُن بستیوں سے جو کچھ حاصل ہوگا، اُس میں سے دونوں کو آدھا آدھا حصہ ملے گا۔ بوڑھے نے تمام شرائط تسلیم کر لیں۔ شہزادے نے اپنی بستی کے دو آدمی حملہ آور بستیوں کی جانب روانہ کیے تا کہ وہ جنگ کے بغیر سامان واپس کر دیں تو لڑائی سے بچ جائیں اور انسانی جانیں ضایع نہ ہوں تو بہتر ہے۔ مگر دونوں آدمی ناکام واپس آئے۔ اُلٹا انھوں نے جنگ کی دھمکی دے دی۔

شہزادے نے اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ لوگ پہلے حملہ کر کے فصلوں کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ بستی کے تربیت یافتہ فوجیوں کو اپنی طاقت آزمانے کا موقع مل رہا تھا اور وہ جنگ کے لیے بے تاب تھے۔ صبح کے وقت یہ لشکر حملہ آور بستوں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اُس بستی کے نوجوان بھی ساتھ شامل ہو گئے جہاں لوٹ مار کی گئی تھی۔ دوسری دونوں بستیاں ساتھ ساتھ واقع تھیں۔ دونوں بستیوں کے سرداروں کو ان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ وہ بھی اپنے جنگ جوؤں کے ساتھ باہر آ گئے۔ شہزادے نے انھیں لوٹا ہوا مال واسباب واپس کرنے کے لیے کہا۔ انھوں نے صاف انکار کر دیا اور دھمکی دے دی کہ اب تمھاری بستی پر حملے کا نمبر آ گیا ہے۔ شہزادہ اپنے لشکر میں سب سے آگے تھا۔ ان کی باتیں سُن کر اسے افسوس ہونے لگا۔ پھر اچانک اُن لوگوں نے شہزادے کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ تو پہلے سے تیار تھے۔ پھر وہ زوروں کی لڑائی ہوئی کہ ہر طرف تباہی پھیلنے لگی۔ چیخوں کی آوازوں سے فضا گونجنے لگی۔ دوسری بستیوں کے لوگ، جو شہزادے کی بستی اور ان کی خوش حالی سے جلتے تھے، وہ بھی موقع دیکھ کر اپنی اپنی فوجوں کو لانے لگے، جس سے جنگ بڑھتی جا رہی تھی۔ جب شہزادہ میدان میں اُترا تو اس کے فوجی بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ اُن کی سخت تربیت کی وجہ سے تھکن کے آثار بالکل نظر نہ آتے تھے۔ شہزادے نے تیزی سے دشمنوں پر حملے شروع کر دیے۔ انھیں سنبھلنے کا موقع دیے بغیر شہزادہ تابڑ توڑ حملے کرنے لگا۔ آخر شام تک جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ دوسری بستیوں کے زیادہ تر لوگ بھاگ چکے تھے اور بچ جانے والے زخمی ہو کر گرے ہوئے تھے۔ لُٹی ہوئی بستی کے لوگوں نے اپنا سامان برآمد کر کے آدھا حصہ شہزادے کی بستی کے حوالے کر

دیا۔رات تک شہزادے کی فوج نے ساری بستیوں پر قبضہ کرلیا اور وہاں کے لوگوں کو پرسکون زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ یہ ساری بستیاں ایک ملک کے برابر تھیں۔اتنی زیادہ بستیوں کا نظام سنبھالنے کے لیے شہزادے کوطویل وقت درکار تھا۔اُس نے تمام بستیوں کو یک جان کرنے کے لیے بڑے بڑے راستے بنائے ،جن پر سفر آسان ہو گیا تھا۔شہزادے نے ہر بستی سے نوجوانوں کو شامل کر کے ایک بڑی فوج تیار کر لی تھی۔آخری بستی ایک دریا کے کنارے پر واقع تھی۔دریا پر جانے کے بعد شہزادہ،اس کے پانی سے فائدہ اُٹھانے کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔ ایک دن اچانک اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔وہ دریا کے کنارے پر بلندی کی جانب چلنے لگا۔چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا، جو اس کی بستیوں سے اُونچی تھی۔ یہاں سے ساری بستیوں کو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔اُس کے دماغ میں جو ترکیب آئی تھی،اُسے عملی جامہ پہنانے کا وقت آ گیا تھا۔اگلے دن اُس نے اپنے منصوبے کے مطابق ساری بستیوں میں ہر گلی کے سامنے دو چھوٹی چھوٹی نالیاں اور درمیان میں نہریں کھودنے کا آغاز کردیا۔ان کے مکمل ہونے میں صرف ایک ہفتہ صرف ہوا۔شہزادے نے ان کا جائزہ لیا۔ہر بستی کی نہروں اور نالیوں کا رُخ دریا کی طرف تھا۔اس کے بعد شہزادے نے ہر بستی کے باہر ایک بڑا سا تالاب بنوایا،جس میں پانی ذخیرہ ہوسکتا تھا۔وہ اس سارے کام کا روزانہ جائزہ لیتا رہتا اور اس میں بہتری لاتا رہتا۔بستی کے لوگ اس منصوبے کے مقصد سے لاعلم تھے۔آخر ایک دن شہزادے نے ساری بستیوں سے اہم لوگوں کو دعوت پر بلایا۔ان نے اُن کو بتایا کہ ہم دریا کے پانی کا رُخ موڑ کر اسے ان نہروں اور نالیوں سے گزاریں گے، جو بستیوں کے گھروں اور گلیوں

میں بنائی گئی ہیں۔ اس سے عورتوں کو پانی لانے کے لیے جو مشقت اُٹھانی پڑتی ہے، وہ اس سے بچ جائیں گی اور کھیتوں کے لیے بھی ہر وقت پانی دستیاب ہوگا۔ جب شہزادے کے منصوبے کے بارے میں لوگوں کو علم ہوا تو وہ شہزادے کی بہادری کے ساتھ اُس کی عقل مندی کے بھی قائل ہو گئے۔ پھر ایک دن بہت سے لوگوں کی جماعت نے ایک اُونچی جگہ سے دریا کے کچھ پانی کا رُخ بڑے تالاب کی طرف موڑ دیا۔ پانی اپنی پوری رفتار سے تالاب میں جمع ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بستیوں کی گلیوں میں بنی ہوئی نہروں میں بہنے لگا۔ بستیوں کے لوگوں کے دلوں سے شہزادے کے لیے بے اختیار دعائیں نکلنے لگیں۔ شہزادے کے اس اقدام سے بستیاں تیزی سے ترقی کرنے لگیں۔

ایک دن شہزادہ اپنے لیے بنائے گئے محل میں جنگی مشقیں کر رہا تھا۔ موسم بڑا سہانا ہو رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج شکار کے لیے پہاڑوں کی طرف جائے گا۔ اسی اثنا میں اُس کا خاص آدمی گھبرایا ہوا اندر داخل ہوا: ”جناب! ایک بری خبر ہے!“ شہزادہ مشق چھوڑ کر اُس کی طرف متوجہ ہوا: ”کیا ہو گیا ہے! کیا کوئی آفت آ گئی ہے؟“ شہزادے نے مذاق کے لہجے میں کہا تو وہ آدمی بولا: ”جناب! دریا پار کے ملک سے بادشاہ کا ایلچی آیا بیٹھا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ان بستیوں کی حکومت ہمارے حوالے کر دی جائے۔ دوسری صورت میں وہ ہمیں تہس نہس کر دے گا!“ یہ سُن کر شہزادے نے کہا کہ ایلچی کو فوراً میرے سامنے حاضر کیا جائے۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے بہت قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور شکل سے مکار نظر آتا تھا۔ ”کہو! کیا کہنا چاہتے ہو؟“ شہزادے نے

بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

وہ آدمی تکبر سے بولا: ''میں دریا پار کے ملک سے آیا ہوں اور وہاں کے بادشاہ کا خاص ایلچی ہوں۔ بادشاہ کا حکم ہے کہ آپ یہاں کی حکومت ہمارے حوالے کر دیں، اسی میں آپ کا فائدہ ہے۔''

اس کی باتیں سُن کر شہزادے کو خطرے کا احساس ہونے لگا: ''اگر ہم ایسا نہ کریں تو تمھارا بادشاہ ہمارا کیا بگاڑے گا؟'' شہزادے نے اسے غصہ دلا کر ان کا منصوبہ جاننے کی غرض سے کہا۔

''ہمارا بادشاہ بہت طاقت ور ہے، اور اُس کے پاس جادوگروں کی طاقت بھی ہے، جو اپنے جادو کے زور سے ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔'' اس نے فخر سے کہا اور شہزادہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ ایک نیا اور مشکل امتحان اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

بادشاہ کی دُعا

بادشاہ کو اپنا تخت و تاج چھوڑے ہوئے پانچ مہینے ہو چکے تھے۔ بادشاہ اور ملکہ ایک ایک دن گن کر گزار رہے تھے۔ محنت مزدوری کرتے کرتے دونوں کی حالت خراب تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں میں نے شہزادوں کو امتحان میں ڈال کر غلطی تو نہیں کر دی؟ ملکہ اس کی ڈھارس بندھاتی۔ مگر بادشاہ ہر وقت شہزادوں کو یاد کرتا رہتا۔ اسے اپنے ملک کے خراب ہوتے ہوئے حالات اور رعایا کی فکر تھی۔ ملک میں امن و امان کی حالت خراب تھی۔ غدّار وزیر کے لوگ رعایا کو ناحق تنگ کرتے تھے اور اُن کی جائیداوں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ جب بادشاہ کسی گاؤں یا شہر کی طرف

جاتا، تو لوگ اُسے یاد کر رہے ہوتے۔ وہ دعا کرتے کہ اللہ انھیں اپنا بادشاہ دوبارہ واپس کر دے۔ بادشاہ اپنی رعایا سے بہت محبت کرتا تھا، لیکن انھیں اپنا راز بتانے سے قاصر تھا۔

اب تو غدّار وزیر کے ساتھی سرِعام دن کے وقت بھی لوٹ مار کرنے لگے تھے اور جو شخص مزاحمت کرتا، اُس کو قتل کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ بادشاہ سے رعایا کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی اور وہ اپنے آپ کو اس ساری صورتِ حال کا ذمہ دار سمجھتا تھا۔ رات کو اپنی کٹیا میں واپس آ کر وہ زار و قطار روتا اور اللہ سے مدد کی دعا کرتا۔ چھے مہینے پورے ہونے میں کچھ زیادہ دن باقی نہیں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ جب شہزادے واپس آئیں گے، تو ان تینوں میں بہادری، عقل مندی اور رحم دلی جیسی تمام خصوصیات پیدا ہو چکی ہوں گی۔

رحم دل شہزادہ اور ناگ جن

تلوار، رحم دل شہزادے سے تھوڑی دور گری تھی۔ اندھیرے کی وجہ سے صرف دو چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک تلوار اور دوسری ناگ کی غصیلی آنکھیں۔ شہزادے اور تلوار کے درمیان کالا ناگ پھن پھیلائے کھڑا تھا اور کسی بھی لمحے اُسے ڈس سکتا تھا۔ موت کو سامنے دیکھ کر شہزادے میں طاقت آ گئی۔ جب ناگ نے اُسے ڈسنے کے لیے چھلانگ لگائی تو شہزادے نے آخری کوشش کے طور پر کھسک کر تلوار کی طرف چھلانگ لگا دی۔ ناگ اپنے ہی زور میں غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس دوران میں شہزادے نے تلوار پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے فوراً ناگ کی دم پر تلوار کا وار کر دیا۔ دُم کٹتے ہی غار میں بھونچال آ گیا۔ ہر طرف آدم بو، آدم بو، آدم بو کی آوازیں گونجنے لگیں۔ شہزادہ سمجھ گیا

کہ ناگ کے زخمی ہوتے ہی جن کو اس کی خبر ہو گئی ہے اور وہ یہاں پہنچنے والا ہے۔اس کی جان ناگ میں تھی اور اب ناگ کا خاتمہ جلد از جلد کرنا تھا۔زخمی ناگ بل کھا کر مڑا اور شہزادے پر چھلانگ لگا دی۔شہزادے نے اُس کی آنکھوں کا نشانہ لے کر تلوار کو پوری طاقت سے گھمایا۔ناگ کا سر کٹ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا اور ہر طرف سے پتھر گرنے لگے۔شہزادہ غار کے دہانے پر تھا۔وہ غار سے باہر کود گیا۔باہر بھی ایک طوفان کا سماں تھا۔تیز ہواؤں کے بگولے اُٹھ رہے تھے، جو آسمان کی بلندی تک جاتے۔زمین ہلنے لگی اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر اُڑنے لگے۔شہزادے کے ذہن پر بھی تاریکی چھانے لگی اور پھر وہ چکرا کر گر پڑا۔اُسے کسی چیز کا کوئی ہوش نہ رہا تھا۔

رابیل جادوگر کا خوفناک منصوبہ

رحم دل شہزادے کی روانگی کے بعد رابیل کے دربار میں نامی گرامی جادوگر جمع تھے۔وہ شہزادے کو ظالم جن کی جان والے کالے ناگ کے خاتمے کے لیے چھوڑ آئے تھے۔انھیں شہزادے کی کامیابی کا پورا یقین تھا۔اس کامیابی کے بعد وہ اپنا آئندہ کا منصوبہ بنانے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے۔ایک جادوگر نے رابیل کو دریا کے پار بننے والی نئی بستیوں کے بارے میں بتایا تھا۔اس کے مطابق یہ بستیاں چار پانچ مہینوں کے اندر اندر مال و دولت سے بھر گئی تھیں۔وہاں کی بستیوں کا بادشاہ ایک نوجوان تھا، جس نے ان سب کو متحد کر دیا تھا۔اس جادوگر نے دریا کے پار آباد بستیوں کی تمام خصوصیات سے رابیل کو آگاہ کیا۔بستیوں کی فصلوں اور باغات کے بارے میں سُن کر رابیل

کے شیطانی ذہن میں ایک خطرناک منصوبہ تیار ہو گیا۔

اس نے اپنے خاص خاص جادوگروں کو بلا کر اس منصوبے کو مکمل کرنے کے بارے میں مشورے لینے شروع کر دیے۔ جادوگروں کے استاد نے رابیل کو کہا کہ سب سے پہلے ایک جادوگر کو ایلچی بنا کر وہاں کے نوجوان بادشاہ کے پاس بھیجا جائے۔ اگر وہ خود اپنی بستیاں ہمارے حوالے کرنے پر رضا مند ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ دوسری صورت میں ہمارے جادوگروں کی فوج وہاں کے لوگوں پر جادو کر کے انھیں پتھر کا بنا دے گی۔ پھر ان کے دماغ پر قابو پایا جائے گا، جس کی وجہ سے وہ سب ہمارے فرماں بردار بن جائیں گے۔

رابیل کو بوڑھے جادوگر کی تجویز پسند آئی۔ بستیوں کے نوجوان بادشاہ کو پیغام دینے کے لیے ایک مکار جادوگر کو منتخب کیا گیا۔ اسی دوران میں انھیں جن کی موت کی خبر مل گئی۔ بوڑھا جادوگر خوشی سے ناچنے لگا اور وہاں جشن منایا جانے لگا۔ پھر رابیل کو شہزادے کا خیال آیا۔ بوڑھے جادوگر نے مشورہ دیا کہ اب وہ انسان ہمارے کام کا نہیں رہا، اس لیے اُس کو واپس لانے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن رابیل نے کہا کہ شاید کبھی ضرورت پڑ جائے، لہٰذا اسی وقت ایک جادوگر کو شہزادے کی واپسی کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ جلد ہی جادوگر کی واپسی ہو گئی۔ شہزادہ بے ہوش تھا اور جادوگر نے اُسے کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ شہزادے کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر سب چونک اُٹھے۔ ہر کوئی یہی سمجھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کسی جادوگر نے اسے تلوار دی ہو، مگر کسی نے تلوار کے متعلق سوال نہیں کیا۔ رابیل کے حکم پر شہزادے کو اسی حالت میں ایک کمرے میں لٹا دیا گیا اور مکار جادوگر دریا کے پار آباد بستیوں کے بادشاہ کو رابیل کا

پیغام دینے روانہ ہو گیا۔

بہادر شہزادہ رابیل کی قید میں

مکار ایلچی کا پیغام سُن کر بہادر شہزادہ گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ جادوگروں کے مقابلے کے لیے اُسے کوئی تدبیر نہیں سوجھ رہی تھی۔ اُس نے ایلچی کو اگلے دن آنے کے لیے کہا۔ ایلچی ایک دم غائب ہو گیا۔ اب شہزادے نے تمام بستیوں سے اپنے مشیروں کو بلوا بھیجا۔ جب سب اکٹھے ہو گئے، تو اُس نے ساری بات اُن کو بتا دی۔ وہ پوری رات اس مسئلے کا حل سوچتے رہے۔ آخر فیصلہ ہوا کہ ہم چُپ چاپ شکست نہیں مانیں گے اور جادوگروں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

دوسرے دن وہی ایلچی پھر آ گیا۔ شہزادے نے اُسے اپنا فیصلہ سنا دیا اور وہ اُسی وقت دھمکیاں دیتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد شہزادے نے اپنی فوج کو اُس خاص میدان میں جمع کیا، جس کے چاروں طرف سیڑھیوں کی شکل میں بیٹھنے کے لیے نشستیں موجود تھیں۔ یہ بہت بڑا میدان تھا، جس طرح آج کل کرکٹ کے لیے اسٹیڈیم ہوتے ہیں۔ اس جگہ شہزادہ اپنی فوج کو مشقیں کراتا تھا اور میلے وغیرہ لگتے، جس میں ساری بستیوں کے لوگ حصہ لیتے۔ شہزادے نے اپنی فوج کو جنگ کی حکمت عملی سمجھانے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ اچانک ہی سارے آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے اور رنگین بارش شروع ہو گئی۔ ان کی نظریں آسمان کی طرف اُٹھیں اور پھر سب لوگ پتھر کے بت بن گئے۔ کسی کو ہلنے کا موقع تک نہ مل سکا تھا۔

رابیل نے ایلچی کے پیغام کے بعد بوڑھے جادوگر کو اسی وقت حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اُس نے شہزادے کو سنبھلنے کا موقع تک نہ دیا تھا۔ جادوگروں کی پوری فوج دریا کے پار کی بستیوں پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوگئی۔ پہلے تو جادوگروں نے فضا میں مصنوعی بادل بنائے۔ پھر انسانوں کو پتھر میں تبدیل کرنے والی رنگین بارش برسائی۔ اس کے برستے ہی لوگ پتھر میں تبدیل ہوگئے اور تمام بستیوں پر رابیل جادوگر کا قبضہ ہوگیا۔ رابیل نے مکار جادوگر کی مدد سے بہادر شہزادے کو پہچان کر اُسے اُس کے محل میں قید کر دیا اور دو جادوگروں کو پہرے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ اس کے بعد جادوگروں نے مختلف عمل کر کے لوگوں کے ذہنوں کو اپنے قابو میں کرنا شروع کر دیا۔ ایک دن کے بعد جب سب لوگوں کو دوبارہ ہوش آیا تو وہ پوری طرح رابیل اور اس کے جادوگروں کے غلام بن چکے تھے۔

رحم دل شہزادے کی موت

رحم دل شہزادے کو ہوش آیا تو وہ ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ کمرہ بھی انتہائی شان دار انداز میں سجا ہوا تھا۔ پتہ نہیں کتنے دن وہ بے ہوشی کی حالت میں رہا۔ گزرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے اُسے یاد آنے لگے، تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ تلوار ابھی تک اُس کے ہاتھ میں تھی۔ شہزادے کے اُٹھ کر بیٹھتے ہی ایک جادوگر اندر آیا اور شہزادے کو زندہ سلامت رابیل کے محل میں واپس آنے پر مبارک باد دی۔ شہزادے کا ذہن جاگ چکا تھا۔ اُسے بزرگ کی باتیں یاد آنے لگیں۔ انھوں نے رابیل کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ شہزادے کو گم سم دیکھ کر جادوگر کہنے لگا کہ آپ کو رابیل یاد کر رہے ہیں، وہ بہت خوش ہیں۔ شہزادہ تیار ہو کر رابیل کے پاس پہنچ گیا۔ رابیل نے کامیابی پر شہزادے

کی تعریف کی اور جلد ہی اُسے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اُس نے شہزادے کو اپنی نئی سلطنت دیکھنے کی دعوت دی اور تیار رہنے کا حکم دیا۔ اگلے دن صبح کے وقت ان کا قافلہ تیار ہو گیا۔ سب لوگ جادوئی گھوڑوں پر سوار تھے۔ سب سے آگے رابیل کا گھوڑا تھا۔ جادوئی گھوڑے ہوا میں اُڑتے ہوئے دریا کی سمت جانے لگے۔ دریا پار کرنے کے بعد وہ زمین پر اُتر آئے اور ایک جیسی رفتار سے بستیوں میں سے گزرنے لگے، جہاں مکان بڑے سلیقے سے قطاروں کی شکل میں بنے ہوئے تھے۔ شہزادہ بڑی دل چسپی سے مکانوں کی قطاروں کو دیکھ رہا تھا۔ ہر گھر کے سامنے سے پانی کی دو پتلی پتلی نہریں گزر رہی تھیں۔ ایک نہر جو نسبتاً بلندی پر تھی، اُس میں صاف شفاف پانی تھا۔ دوسری نہر کچھ پستی میں تھی۔ اس میں گھروں کا استعمال شدہ پانی گزر کر نہ جانے کہاں جا رہا تھا۔ یہ بل کھاتی نہریں تمام آبادیوں میں تسلسل کے ساتھ رواں دواں نظر آئیں۔ شہزادے کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ اتنا زیادہ پانی کہاں سے آتا ہے اور کہاں غائب ہوتا ہے؟ لیکن اُس کا یہ تجسس ابھی مزید امتحان چاہتا تھا۔ جب قافلہ بھری آبادی کے درمیان پہنچا تو اچانک گہرائی میں ایک بڑا جدید طرز کا میدان آ گیا۔ یہ بہت بڑا گول دائرے کی شکل کا میدان تھا، جس کے چاروں طرف سیڑھیوں کی صورت میں بیٹھنے کے لیے آرام دہ نشستیں موجود تھیں۔

رابیل کے پہنچنے کی اطلاع پہلے ہی سے یہاں پہنچ چکی تھی۔ اُس کے لیے الگ سے ایک تخت بچھایا گیا تھا۔ قافلے کے پہنچتے ہی ہر طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور چند لمحوں میں سارا میدان کھچا کھچ بھر گیا۔ رابیل شاہانہ چال چلتا ہوا تخت کی طرف بڑھ گیا۔ شہزادہ تخت کے قریب پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب

سب لوگ بیٹھ گئے تو فضا میں پھلجھڑیاں سی پھیلنے لگیں۔ تمام لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی تھیں۔ شہزادہ بھی حیرت سے آسمان پر پھیلتی روشنی اور رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔ روشنی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ جب یہ روشنی میدان کے بالکل اُوپر پہنچی تو اس میں اُڑتے ہوئے جادوگر نظر آنے لگے۔ وہ بڑی تیزی سے زمین کی طرف آ رہے تھے۔ لوگوں نے کھڑے ہو کر تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ نوجوان نعرے لگانے لگے اور ڈھول بجنے کے ساتھ موسیقی کی تیز آوازیں بڑھنے لگیں۔ اگلے ہی لمحے اُڑنے والے جادوگر تخت کے سامنے اُتر گئے۔ انھوں نے جھک کر رابیل کو سلامی دی اور اپنی زبان میں کچھ بڑبڑانے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد پچیس تھی۔ رابیل نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا تو یہ جادوگر بڑبڑاتے ہوئے تخت کے چاروں طرف پھیل گئے۔ اُنھوں نے اپنے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کیے، جیسے وہاں سے کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہوں۔ بغیر کسی دیر کے سب کے ہاتھوں میں چمک دار برچھیاں نظر آنے لگیں۔ برچھیوں کی نوکیں اتنی تیز تھیں کہ دن کے اُجالے میں بھی اُن کی چمک نظر آ رہی تھی۔ انھوں نے برچھیوں کو دائرے میں گھمانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ خود بھی ایک گھولے کی طرح چکر لگا رہے تھے۔ وہ اتنی تیزی سے گھوم رہے تھے کہ اُن پر نظر تک نہ ٹھہرتی تھی۔ پھر اچانک دھماکوں کی آوازوں سے میدان گونج اُٹھا۔ جادوگر دوبارہ فضا میں بلند ہوئے اور آسمان پر جال سا پھیلتا نظر آیا، پھر اُس میں سے رسیاں کٹ کٹ کر میدان کی طرف آنے لگیں۔ میدان میں سناٹا چھا چکا تھا۔ لوگوں کے جسم رسیوں میں چھپنے لگے، لیکن کسی نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ شہزادے پر بھی بہت ساری رسیاں گریں۔ ان رسیوں سے بھینی بھینی مہک اُٹھ رہی تھی، جس سے دماغ بوجھل ہوتا جا رہا تھا۔ دوسروں کی

دیکھا دیکھی شہزادے نے بھی اپنے اُوپر پڑی رسیاں ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ رسیوں کے بعد پانی کی تیز پھوار جاری ہونے لگی، جیسے بارش آتی ہے۔ جہاں جہاں یہ پھوار پڑتی گئی، وہاں سے رسیاں غائب ہونے لگیں۔ پانی کی پھوار میں ہر رنگ شامل تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس پانی سے میدان ذرا بھی گیلا نہ ہوا، اور نہ کوئی آدمی اس سے بھیگا۔ بس ساری رسیاں غائب ہو گئیں۔ پھر جادوگر نیچے آنے لگے۔ شہزادہ غور سے اُن کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جب وہ زمین پر آئے تو ادب سے رابیل کے سامنے جھک گئے۔ شہزادے نے چاروں طرف دیکھا، لیکن لوگوں کی نگاہیں ابھی تک آسمان کی طرف جمی ہوئی تھیں، جہاں کچھ بھی نہ تھا۔ شہزادے کے حرکت کرتے ہی جادوگروں میں تہلکہ مچ گیا۔ وہ اُونچی آواز میں چیخنے لگے۔ شہزادے نے آس پاس دیکھا تو تمام لوگ پتھر کے بت بنے نظر آئے۔ اُس نے اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کو چھوا، تو اُس کا اُوپر کا سانس اُوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ وہ آدمی پتھر بن چکا تھا۔ صرف رابیل اور شہزادہ اپنی اصل حالت میں تھے۔ رابیل کے چہرے پر غیض وغضب کے آثار نظر آنے لگے، اس نے شہزادے کو حرکت کرتے دیکھ لیا تھا۔ تلوار کی وجہ سے جادوگروں کا جادو شہزادے پر نہیں چل سکا تھا۔ اچانک رابیل اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اُڑنے والے اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ شہزادہ بھی کھڑا ہو چکا تھا اور اُس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔ بہت پہلے ایک نجومی نے رابیل کو بتایا تھا کہ تمھاری موت ایک نوجوان شہزادے کے ہاتھوں ہو گی۔ تم خود اُسے اپنے پاس بلاؤ گے اور تمھارا جادو اُس پر کوئی اثر نہیں کرے گا۔ اس وقت رابیل کو وہ پیشن گوئی یاد آ گئی۔ اس نے غصّے میں آ کر جادوگروں کو شہزادے پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ برچھیاں لے کر شہزادے کی

طرف بڑھے۔ خوف کی وجہ سے شہزادے کو ایک سرد لہر اپنی ریڑھ کی ہڈی میں اُترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اُسے موت اپنے سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی۔

طلسمی آئینہ

طلسمی آئینہ عقل مند شہزادے کے سامنے رکھا تھا۔ حازم جن نے ادب سے کہا: ''حضور! آپ اس میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟'' شہزادے نے کہا: ''میں اپنے بھائی، رحم دل شہزادے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ اب کس جگہ اور کس حال میں ہے؟'' اسی وقت آئینے میں روشنی پھیلنے لگی اور مختلف رنگوں کی شعاعیں ظاہر ہونے لگیں۔ پھر ایک میدان کا منظر اُبھرا جہاں رحم دل شہزادہ بہت سے پتھر کے بتوں کے درمیان کھڑا تھا اور کچھ لوگ برچھیاں لے کر اُس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عقل مند شہزادہ پریشان ہو گیا۔ اس نے حازم جن کو حکم دیا: ''حازم! فوراً کچھ کرو اور میرے بھائی کو ان دشمنوں سے بچاؤ!'' حازم جن نے کچھ پڑھ کر طلسمی آئینے پر پھونک ماری، تو رحم دل شہزادے کے گرد سبز شعاعوں کا ایک حصار کھنچ گیا۔ اسی وقت برچھیاں چلیں لیکن اُن کا اُلٹا اثر ہوا۔ برچھیاں واپس ہوئیں اور اُسی رفتار سے جادوگروں کے سینوں کو چیرتی ہوئی دوسری جانب سے نکل گئیں۔ وہ وہیں گر کر تڑپنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر تخت پر بیٹھا ہوا آدمی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور رحم دل شہزادہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے حازم؟ اپنے علم سے اسی وقت پتا لگاؤ!'' عقل مند شہزادے نے حازم کو حکم دیا تو وہ منہ

ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں، آپ کا یہ بھائی سلامت رہے گا اور بھاگنے والا جادوگر اسی شہزادے کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچے گا۔ کیوں کہ ظالموں کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا، جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے، ایک دن وہ خود اس میں ضرور گرتا ہے۔

''اچھا! اب مجھے بہادر شہزادے کے بارے میں دکھاؤ، کہ وہ کس حال میں ہے۔'' شہزادے نے حازم جن سے کہا تو طلسمی آئینہ دوبارہ روشن ہو گیا۔ پھر پہلے کی طرح رنگین شعاعیں نمودار ہوئیں اور ایک کوٹھڑی کا منظر اُبھر آیا۔ شہزادے کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اُس کا بہادر بھائی پتھر بنا ہوا ایک کونے میں کھڑا تھا اور باہر دو جادوگر پہرا دے رہے تھے۔ ''حازم! یہ کیا؟ میرا دوسرا بھائی بھی مصیبت میں ہے اور میں یہاں مزے سے بیٹھا ہوں!'' شہزادے نے رو دینے کے انداز میں کہا، تو حازم جن نے پھر کوئی عمل شروع کر دیا تھا۔

رحم دل شہزادے کی واپسی

رحم دل شہزادے کے دل میں رابیل کے لیے نفرت پیدا ہو چکی تھی۔ اتنے انسانوں کو بُت بنا دیکھ کر وہ سخت طیش میں تھا۔ رابیل بھاگ کر اپنے اُڑنے والے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ شہزادے کو بزرگ کی آواز سنائی دینے لگی: ''شہزادے! گھبراؤ نہیں! اللہ تمھاری مدد کرے گا۔ میدان سے باہر ایک سفید رنگ کا گھوڑا تمھارا انتظار کر رہا ہے، اُس پر سوار ہو جاؤ۔ رابیل بھاگ کر اپنے ملک میں پہنچ چکا ہے۔ یہ گھوڑا تمھیں اُس تک پہنچا دے گا۔ وہاں پہنچ کر تم نے اُس کا خاتمہ کرنا ہے۔ اُس کے مرتے ہی یہ تمام لوگ دوبارہ اپنی

اصلی حالت میں آجائیں گے اور جادو کے تمام اثرات ختم ہو جائیں گے۔ شاباش! اسی وقت اپنی منزل کی طرف چل پڑو۔ رابیل کی موت کے بعد وہ ملک تمھاری ملکیت ہوگا! اللہ تمھارا حامی و مددگار ہو!'' آواز کے ختم ہوتے ہی شہزادہ میدان سے باہر نکل گیا۔ باہر ایک خوب صورت اور تنومند سفید ریشم جیسے بالوں والا گھوڑا اُسے دیکھ کر دُم ہلا رہا تھا۔ شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا تو وہ سرپٹ دوڑنے لگا۔ اس کی ایک چھلانگ سے بہت سارا فاصلہ طے ہو رہا تھا۔ پھر راستے میں ایک دریا حائل ہو گیا۔ گھوڑا اُسی رفتار سے دوڑ رہا تھا اور اب اُس کی اگلی چھلانگ دریا کے اندر، پانی کی تیز موجوں کے درمیان پڑی، لیکن اُسے کچھ نہ ہوا۔ دوسری چھلانگ پر وہ دریا کے پار تھے۔ رابیل کے محل تک پہنچنے میں شہزادے کو زیادہ وقت نہ لگا۔ رابیل، شہزادے کو ایک عام آدمی سمجھ رہا تھا، اس لیے تلوار نکال کر شہزادے کے مقابلے میں آ گیا۔ جب شہزادہ اُس پر وار کرتا تو وہ اُڑ کر اس کی پہنچ سے دور ہو جاتا۔ پھر اُوپر ہی سے وار کر دیتا، جس کی وجہ سے شہزادے کو اُس پر وار کا کوئی موقع نہ مل رہا تھا۔ شہزادے کو ایک دم یاد آیا کہ اُس نے مقابلے سے پہلے بسم اللہ تو پڑھی ہی نہیں ہے، اسی لیے یہ شیطان بار بار بچ جاتا ہے۔ اس نے اُونچی آواز میں بسم اللہ پڑھی تو رابیل کا رنگ زرد پڑ گیا۔ وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے آ گرا۔ شہزادے نے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی تلوار اُس کے جسم کے پار کر دی۔ رابیل اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ اس کے مرتے ہی ہر طرف سے جادوگروں کی چیخ و پکار سنائی دینے لگی۔ رابیل کے ساتھ سارے جادوگر بھی مر رہے تھے۔ جب ان کی چیخ و پکار ختم ہوئی تو طوفانی بارش شروع ہو گئی۔ اس بارش نے ملک سے تمام جادوئی اثرات ختم کر دیے اور بہت سے لوگ

جادو کے اثر سے آزاد ہونے کے بعد محل کی طرف آنے لگے۔ ملک کے آزاد ہونے کی خوشی میں وہ جشن منانا چاہتے تھے۔ انھوں نے رحم دل شہزادے کو اپنا بادشاہ بنا لیا، جس میں اب رحم دلی کے ساتھ ساتھ دوسری تمام خصوصیات بھی پیدا ہو چکی تھیں۔ آخر کار اُس کے چھے مہینے کے امتحان کی مدّت ختم ہوئی اور وہ اپنے لوگوں سے ایک مہینے کے لیے اجازت لے کر اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ بزرگ کی دی ہوئی تلوار اور سفید گھوڑا اب تک اُس کے ساتھ تھے۔ شہزادے نے جاتے ہوئے اپنی آدھی فوج بھی ساتھ لے لی، تا کہ بادشاہ سلامت کے سامنے سُرخ رُو ہو سکے۔

بہادر شہزادے کی واپسی

بہادر شہزادہ پتھر کے بت میں تبدیل ہو چکا تھا، جس کی وجہ سے اُس کے تمام احساسات ختم ہو چکے تھے۔ ایک دن اچانک وہ اپنی پہلی حالت میں واپس آ گیا، تو حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ اپنے ہی محل کے ایک کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اُس کو باہر سے چیخنے کی دردناک آوازیں آنے لگیں۔ اُس نے دروازے کے سوراخ سے آنکھ لگا کر باہر دیکھا تو دو آدمی زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ پھر اُن کی چیخیں بند ہوئیں تو پانی کی برسات شروع ہو گئی۔ اُن دونوں آدمیوں کی لاشیں ایک دم سے غائب ہو گئیں۔ پھر شہزادے کو یاد آنے لگا کہ وہ تو اپنی فوج کے ساتھ ایک میدان میں جمع تھے، جب فضا بادلوں سے بھر گئی اور پھر اسی طرح پانی برسا۔ اس کے بعد کیا ہوا! یہ شہزادے کو معلوم نہیں تھا۔ اُس نے زور سے دروازے پر لات ماری، تو وہ ٹوٹ کر باہر جا گرا۔ شہزادہ تیزی سے

قریبی بستی میں داخل ہوا۔ یہاں لوگ آپس میں گزرے ہوئے واقعات کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ سب کے ساتھ ایک جیسا عمل ہوا تھا۔ انھوں نے کالے بادلوں کو برستے دیکھا تھا اور اس کے بعد اب ہوش میں آئے تھے۔ بہادر شہزادے کے بوڑھے مشیروں نے اُسے جادوگروں کے حملے کے بارے میں بتایا، تو شہزادہ سوچنے لگا کہ آخر وہ ہماری بستیاں چھوڑ کر کہاں بھاگ گئے ہیں؟ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی۔ شہزادے کو وقت گزرنے کا کوئی احساس نہ ہوا تھا۔ اُس نے اسی وقت اپنے ملک واپسی کا ارادہ کیا، جہاں اُس کا باپ شہزادے کے انتظار میں تھا۔ شہزادے نے اپنے بوڑھے مشیروں سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے بہت سارا مال واسباب اور بہادر فوج کے سپاہی، اس وعدے کے ساتھ شہزادے کے ہمراہ روانہ کیے، کہ وہ اپنے والدین سے مل کر جلد از جلد واپس آ جائے گا۔ شہزادہ خوشی خوشی بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گیا۔ بستیوں کے لوگ دور تک بہادر شہزادے اور اُس کی فوج کو چھوڑنے کے لیے گئے۔

عقل مند شہزادے کی واپسی

حازم جن نے حساب لگا کر عقل مند شہزادے کو اُس کے بھائیوں کی مہمات کے بارے میں بتایا۔ حازم جن کی زبانی، اپنے بھائیوں کی سلامتی کے بارے میں سن کر وہ مطمئن ہو گیا۔ اب شہزادہ اپنے ملک کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ وقت کے لحاظ سے اُسے اپنے ملک سے نکلے ہوئے چھ مہینے ہو گئے تھے۔ حازم جن نے آئینے پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو شعاعیں نکلنے لگیں۔ بادشاہ سلامت کے محل کا منظر سامنے تھا، جہاں کوئی اور شخص تخت

پر بیٹھا ہوا تھا۔ شہزادے نے ہنس کر کہا: ''حازم جن! لگتا ہے، تمھارے طلسمی آئینے کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے!'' حازم جن نے آئینے میں جھانکتے ہوئے جواب دیا: ''حضور! یہ آئینہ غلط نہیں بتاتا! یہ آپ کے والد حضور کا ہی محل اور تخت وتاج ہیں!'' حازم جن کی بات سُن کر شہزادے نے غور کیا، تو اُسے بادشاہ سلامت کا وزیر تخت پر بیٹھا نظر آیا: ''یہاں بھی معاملہ گڑبڑ لگتا ہے حازم!''

حازم نے ادب سے جواب دیا: ''حضور! میں طلسمی آئینے کو کہتا ہوں، کہ وہ آپ کے والد صاحب کو ظاہر کرے!'' حازم نے پھر طلسمی آئینے پر پھونک ماری تو ایک جنگل کا منظر سامنے آ گیا۔ جہاں ایک بوڑھا آدمی لکڑیاں کاٹ رہا تھا اور ایک بوڑھی عورت آٹا گوندھنے میں مصروف تھی۔ شہزادے نے غور کیا، تو وہ اس کے ماں باپ تھے۔ حازم جن نے اپنی آنکھیں بند کیں اور گزرے ہوئے واقعات کے بارے میں شہزادے کو بتانے لگا۔ شہزادہ اس کی باتیں سن کر پیچ وتاب کھانے لگا۔ اُس نے اُسی وقت حازم کو جنوں کی فوج تیار کرنے کا حکم دیا اور خود اُڑن قالین پر بیٹھ گیا۔ یہ قافلہ اُس جنگل کی طرف روانہ ہو گیا، جہاں بادشاہ سلامت اور ملکہ، شہزادوں کے انتظار میں اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے۔

آخری امتحان کی تیاری

غدّار وزیر بڑے مزے سے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے خوشامدی وزیر اور دوسرے درباری بیٹھے، اُس کی تعریفیں کر رہے تھے۔ اُس نے محل میں ایک بڑا سا قید خانہ بنا دیا تھا، جس میں بادشاہ کے وفاداروں کو قید کیا

قل مند شہزادے کی واپسی

آخری امتحان کی تیاری

ہوا تھا۔ اُن کو خوف ناک سزائیں دی جاتی تھیں۔ اب بھی قید خانے سے اُن کی چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ غدّار وزیر کا ایک ہی بیٹا تھا، جو شہزادوں کا لباس پہنے ہوئے باہر باغ میں سیر کر رہا تھا۔ سیر کرتے کرتے وہ باغ کے مالیوں کو ڈانٹ رہا تھا اور اُن کو نوکری سے نکالنے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ اچانک ایک طرف سے تیز ہوا آنے لگی۔ سب کی نظریں اُس جانب اُٹھ گئیں۔ اسی وقت ایک سفید گھوڑا لمبی چھلانگ لگا کر باغ میں داخل ہوا۔ اس گھوڑے پر ایک خوب صورت نوجوان سوار تھا۔ گھوڑے کے رُکتے ہی ہوا بند ہوگئی۔ باغ کے مالیوں نے فوراً پہچان لیا۔ وہ اُن کے بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ تھا، جسے وہ سب رحم دل شہزادہ کہتے تھے۔ شہزادے کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر غدّار وزیر کا بیٹا دل میں ڈرنے لگا: ''کون ہو تم اور تمھیں یہاں آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟'' اُس نے رحم دل شہزادے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات کا جواب ایک بوڑھے مالی نے دیا: ''یہ ہمارے بادشاہ کا شہزادہ ہے، یہ رحم دل شہزادہ ہے۔ یہ تم اور تمھارے باپ جیسے ظالم آدمیوں سے ہماری جان چھڑائے گا!'' یہ کہتے کہتے بوڑھے مالی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ شہزادہ گھوڑے سے نیچے اُترا، تو مالی نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ پر بوسا دیا۔ باقی ملازم بھی شہزادے کو اپنے درمیان دیکھ کر سسکیاں بھرنے لگے۔ پھر شہزادے کو پورے واقعے کے بارے میں بتایا گیا۔ اس دوران میں غدّار وزیر کا بیٹا بھاگ کر محل میں داخل ہو گیا تھا اور اس نے اپنے باپ کو شہزادے کی آمد کی اطلاع دے دی۔ غدّار وزیر نے اپنی فوج کو شہزادے کی گرفتاری کا حکم دیا۔ غدّار وزیر کے ساتھ ملا ہوا فوج کا ایک دستہ باغ میں پہنچا، تو اتنی دیر میں شہزادے کی باقی فوج بھی پہنچ چکی تھی۔

غدّار وزیر بھاگ کر محل کی چھت پر چڑھ گیا، تاکہ وہاں سے شہزادے کی گرفتاری کا منظر دیکھ سکے۔ اسی وقت اُسے ایک جانب سے جنوں کی فوج محل کی طرف آتی دکھائی دی۔ جب وہ قریب پہنچے تو غدّار وزیر نے بادشاہ اور ملکہ کو پہچان لیا۔ اُن کے درمیان میں عقل مند شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اور وہ ایک اُڑن قالین پر بیٹھے محل میں اُتر رہے تھے۔ غدّار وزیر نے جب ہر طرف فوج دیکھی تو وہ دل ہی دل میں اپنے کیے پر نادم ہونے لگا۔ شہزادوں کی واپسی بڑے شان دار طریقے سے ہو رہی تھی۔ غدّار وزیر نے بھاگنے ہی میں عافیت سمجھی اور محل کی چھت سے چھلانگ لگا دی۔ نیچے پانی کا تالاب تھا اور وہ اسی میں آ کر گرا۔ تالاب سے نکل کر اُس نے محل کی مخالف سمت دوڑ لگا دی لیکن اب اُس کی بے ایمانی، ظلم اور غداری کے بدلے کا وقت آ گیا تھا۔ اس کی بدقسمتی تھی کہ اس طرف سے بہادر شہزادے کی فوج محل میں داخل ہوئی اور سپاہیوں نے اُسے گرفتار کر لیا۔ تینوں فوجوں کی آمد سے دور دور تک محل میں رونق لگ گئی تھی۔ بادشاہ سلامت دوبارہ اپنے تخت پر بیٹھ چکے تھے۔ اگلے دن تک رعایا کو بادشاہ اور شہزادوں کی واپسی کی خبر مل گئی تھی۔ سارے ملک کے لوگ دارالحکومت میں جمع ہو رہے تھے، جہاں بادشاہ کی واپسی اور غدّار وزیر سے نجات کا جشن منایا جا رہا تھا۔ اسی جگہ عدالت بھی لگ چکی تھی اور مجرموں کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے قاضی صاحب تشریف لا چکے تھے۔ انھوں نے ملک کے قانون کے مطابق غدّار وزیر اور اُس کے ساتھیوں کے لیے سزائے موت کا فیصلہ سنایا، ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا کہ سزائے موت سے پہلے اِن سب کا منھ کالا کر کے سارے شہر میں گھمایا جائے۔ قاضی صاحب کا فیصلہ سُن کر لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فوراً ہی موٹے تازے گدھوں کا

بندوبست کیا گیا۔ پھر غدّاروں کے منہ پر سیاہی مل کر انھیں کالا کیا گیا۔ اس کے بعد انھیں زبردستی گدھوں پر بٹھایا گیا۔ جیسے ہی وہ گدھوں پر بیٹھے، بچے ڈنڈے لے کر اُن کے پیچھے دوڑ پڑے۔ یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے قابل تھا۔ جہاں سے گدھے گزرتے، لوگ تالیاں جا بجا بجا کر غدّاروں پر لعنت بھیجتے۔ لوگ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ اپنے ملک اور قوم کے ساتھ غدّاری کرنے والوں کا یہی انجام ہونا چاہیے۔ کافی دیر تک یہ تماشا ہوتا رہا۔ کہیں شام کے وقت اِن کو پھانسی گھاٹ لے جا کر پھانسی دے دی گئی اور اس طرح ملک غدّاروں کے وجود سے پاک ہو گیا۔

بادشاہ اور شہزادوں کی آمد کی خوشی میں ایک سال تک جشن منایا جاتا رہا۔ اس کے بعد بادشاہ نے تینوں شہزادوں کی شادیاں اپنے ملک کی تین خوب صورت اور سمجھ دار لڑکیوں سے کر دیں۔ شہزادے اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہو چکے تھے، لہٰذا بادشاہ نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے شہزادوں کے ملکوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کیا اور حکومت کی ذمہ داریاں تینوں شہزادوں کے حوالے کر کے باقی زندگی اللہ کی یاد میں گزارنے لگا۔ کہتے ہیں کہ تینوں شہزادوں نے اتفاق اور محبت سے بہت طویل عرصہ تک حکومت کی اور بالآخر اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہو گئے، جس کی تیاری سب سے زیادہ ضروری ہے، کیوں کہ ہر زندہ شے کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے! آیئے! ہم سب بھی اپنی آخرت کی فکر کریں اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کر کے سب سے بڑے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی مہم ابھی سے شروع کر دیں!

یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی درج ذیل بک شاپس پر دستیاب ہے

- اسلام آباد: 6۔ ماؤ دا ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125
- راولپنڈی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، راولپنڈی کینٹ
  فون: 0333-5756891
- لاہور: لوئر گراؤنڈ فلور، بلڈنگ نمبر 1، ایوانِ اقبال کمپلیکس، ایجرٹن روڈ، لاہور
  فون: 042-99203865 فیکس نمبر: 042-99203866
  - ٹریولرز بک کلب/شاپ: علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور فون: 042-37740961
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 2، ریلوے سٹیشن، لاہور فون: 0321-4376490
- وزیر آباد: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، وزیر آباد
  فون: 0331-6186996
- واہ کینٹ: این بی ایف بک شاپ، سنٹرل لائبریری عمارت واہ کینٹ (Premises)
  فون: 051-9314004
- فیصل آباد: شاپ نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد
  فون: 041-2648179
- ملتان: شاپ نمبر 6-5-4، ایم۔ڈی۔اے روڈ، نزد آرٹ کونسل، ملتان
  فون: 061-9201281
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، ملتان کینٹ
    فون: 0301-7556886
- بہاولپور: قائداعظم میڈیکل کالج، گراؤنڈ فلور، بہاولپور۔ فون: 0322-8991810
- پشاور: پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور
  فون: 091-9217273 فیکس نمبر: 091-9217273
- ایبٹ آباد: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد
  فون: 0992-9310291
- ڈیرہ اسمٰعیل خان: این بی ایف بک شاپ، گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول نمبر 2، سرکلر روڈ، ڈی آئی خان
  فون: 0336-7221016
- کراچی: لیاقت میموریل لائبریری، گراؤنڈ فلور، سٹیڈیم روڈ کراچی
  فون: 021-99230334 فیکس نمبر: 021-99231089
  - ٹریولرز بک کلب/شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ، کراچی
    فون: 021-99248432
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 1، کینٹ ریلوے سٹیشن، کراچی
    فون: 0344-3102536
- سکھر: پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون: 071-9310892
- روہڑی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 4-3، ریلوے سٹیشن، روہڑی فون: 0312-8526756
- حیدر آباد: این بی ایف بک شاپ، اولڈ کیمپس، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد
  فون: 022-9200251 0347-3201467
- لاڑکانہ: این بی ایف بک شاپ، شہید محترمہ بے نظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ
  فون: 074-9410229
- جیکب آباد: این بی ایف بک شاپ، ریڈ کریسنٹ بلڈنگ، ڈی سی چوک، قائداعظم روڈ، جیکب آباد
  فون: 0722-650817
- خیر پور: این بی ایف بک شاپ، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور فون: 0306-3230045
- کوئٹہ: مکان نمبر 9/9-3، ناتھا سنگھ سٹریٹ، کوئٹہ فون: 081-9201570
  فیکس: 081-9201869

6۔ ماؤ دا ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد فون: 9261125، 051-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283
ای میل: books@nbf.org.pk ویب سائٹ www.nbf.org.pk

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)

شہزادوں کا امتحان
(بچوں کے لیے دل چسپ، حیرت انگیز اور سبق آموز کہانی)
BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION
Price: Rs. 80/-